مچی ہے دھوم عالم میں جمال شاہجمالی کی
شہنشاہ شاہجمالی کا، ہے شاہی شاہ جمالی کی

دُرْجُ اللآلی

فی حیات

شاہجمالی

تصنیف

علامہ محمد ظریف فیضی

کاوش محمد احتشام المحسن فیضی
Whatsapp = 0301-7751815

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دُرجُ اللآلی

فی

حیاتِ شاہ جمالی

تصنیف

عارفِ کامل، عاشقِ رسول، حضرت علامہ
مولانا محمد ظریف فیضی مدظلہ

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	سببِ تالیف	۶
۱	مؤلف کی ابتدائی تعلیم سے مرشد تک رسائی کے مراحل	۷
۲	مرشد کامل کی مُلاقات	۱۱
۳	مختصر حالات مولانا قطب الدّین	۲۱
۴	کرامت نمبر ۱	۲۳
۵	کرامت نمبر ۲	۲۴
۶	واقعہ دَورانِ تعلیم	۲۶
۷	بعد از حصُولِ تعلیم اپنے وطن فیض آباد کو واپسی	۳۰
۸	مولانا عطا محمّد کا دیوبند جانا	۳۲
۹	دوسرا واقعہ	۳۷
۱۰	کرامت نمبر ۳	۳۸
۱۱	مولانا عطا محمّد صاحب کی شادی	۳۹
۱۲	حضرت صاحب کے وعظ کا اثر	۴۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۴	حضرت صاحب کے والد کا مسلمان ہونا	۴۸
۱۵	خواجہ نورالدین کا اِتقا	۵۲
۱۶	حالات مولانا نصیر بخش صاحب	۵۳
۱۷	کرامت مولانا نصیر بخش صاحب	۵۵
۱۸	سانپ دو ٹکڑے ہوگیا	۵۹
۱۹	مختصر حالات مدرسہ شاہجہاں	۶۴
۲۰	مدرسہ شاہجہاں میں طلباء کا طرحی مشاعرہ	۶۹
۲۱	شاہجہانی کریم کے وُجد کی کیفیات	۷۲
۲۲	مولانا زین محمد کے مرید ہونے کا سبب	۷۱
۲۳	حضرت صاحب کے جسم مبارک کا کئی حصے ہوجانا	۷۳
۲۴	ایک عجیب واقعہ	۷۴
۲۵	زکوٰۃ تصورِ شیخ باسمِ شیخ	۷۷
۲۶	مولوی گانمن صاحب کو اولاد ملی، حج نصیب ہوا	۸۱
۲۷	علامہ منظور احمد صاحب فیضی کی ولادت سے پہلے حضرت صاحب نے اُن کے لئے کھجور دی۔	۸۳
۲۸		//
	واقعہ وفات شاہجہانی	۱۰۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۹	وصال شاہ جمالی	۱۰۷
۳۰	شعر گوئی	۱۱۰
۳۱	نعت ۱	۱۱۱
۳۲	نعت ۲	۱۱۲
۳۳	فتاویٰ ہائے شاہجمالی	۱۱۴
۳۴	حضور شاہجمالی کیخدمت میں ظالم شیعہ کا مہمان ہونا	۱۱۶
۳۵	جنّت کی ٹکٹ	۱۱۹
۳۶	خلفائے شاہجمالی	۱۲۰
۳۷	تلامذہ شاہجمالی	۱۲۱
۳۸	اساتذہ شاہجمالی	۱۲۲
۳۹	وظیفہ برائے مغفرت	۱۲۳
۴۰	ہر مقام پہ شاہجمالی	۱۲۴
۴۱	چاھک حُسَینیہ	۱۲۵
۴۲	جہاز کو ڈوبنے سے بچایا	۱۲۶
۴۳	دُور سے امداد فرمانا	۱۲۹
۴۴	زِنا جیسے مہلک مرض سے نجات دلائی	۱۳۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ ، والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ ، والہٖ وصحبہ ووليہ ، مظہر الفیض والکمال ، والجود والافضال مطلع الخلق والجمال ، صاحب الوصل والوصال ، منبع الوجد والحال ، مشرق العشق وعین الحب والزلال ، وعلی جمیع مریدیہ ومشتاقیہ ومنتسبیہ الی یوم الوصال۔

امّا بعد

سببِ تالیف

فقیر جب اپنے مرشد کریم فیضِ عالم شاہجمالی قدس سرہ العالی کی خدمت اقدس سے مستفیض ہوا تو ایک دن عرض کی حضور! میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کے حالات میں "دُرج اللآلی فی حیات الشاہجمالی" لکھوں، تو سرکار نے فرمایا "میں اس کے لائق نہیں"

تو دو بارہ عرض کیا کہ ہر مُرید اپنے مُرشد و مُربی کے ملفوظات اس لیئے ضبط تحریر میں لاتا ہے کہ بعد میں آنے والے اور سلسلہ میں داخل ہونے والے لوگوں کو فائدہ ہو۔ تو حضورؒ نے فرمایا "آپکی مرضی، لکھیں" تو حسبِ اجازت مرشدی و سیدی قطب عالم فیض محمد شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ دیانتہً عارض ہوں۔ و باللہ التوفیق و علیہ توکلت وھو نعم الرفیق۔

مؤلف کی ابتدائی تعلیم سے مُرشد تک رسائی کے مراحل

فقیر ابتدائی تعلیم قرآن شریف، نماز اور کچھ کتب فارسی اپنے والد کریم مولانا الٰہی بخش صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ و استاذی مولانا غلام حسن صاحب (تلمیذ خواجہ مولانا نورالدین صاحب والد حضرت شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہما) سے حاصل کر کے حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ حضرت حافظ فتح محمد صاحب قادری جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور عالم باعمل ولی کامل تھے،

کی خدمت میں چلا گیا۔ گلستان و بوستان وہاں پڑھی۔ پھر واپس آکر گھر میں زلیخا اپنے پہلے استاذ حضرت مولانا غلام حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پڑھی، اور آٹھ جماعتیں اُردو کی مڈل سکول اوچ شریف میں پڑھیں، اس کے بعد سکندر تقریباً پچیس دن میں حضرت مولانا غلام محمد صاحب ڈیرہ غازیخاں والے (شاگرد حضرت قبلہ شاہجمالی رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس پڑھی۔ مولانا غلام محمد صاحب سکنہ بستی فوجی ڈیرہ غازیخاں والے بصورت ملازمت دربار جلالیہ عالیہ پڑھانے کیلئے مقرر ہوئے تھے۔ مولانا سید حضور بخش صاحب قادری گیلانی بھی ان کے پاس جلالین وغیرہ پڑھتے رہے۔ فقیر ان کے پاس سکندر پڑھتا رہا۔ بہت سیدھی سادی طبیعت کے مالک تھے، پھر دربار جلالیہ عالیہ سے انکو لعل خاں مستوئی (مرید خواجہ عبدالرحمٰن ملتانی قدس سرہ النورانی) لے گیا۔ اور بستی مستوئیاں میں بچوں کی تعلیم کیلئے مقرر کیا، بعدہٗ وہ اپنے وطن مالوف ڈیرہ غازیخاں بستی نوجا میں چلے گئے۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ گمانوی اور مولانا غلام محمد صاحب

مذکور کے درمیان گفتگو ہوگئی۔ مولانا غلام محمد صاحب نے اپنی تائید کیلئے مولانا عارف جامی کا قول پیش کیا، تو حبیب اللہ نے کہا اُس کا قول معتمد نہیں، مولانا غلام محمد صاحب نے کہا کہ مولانا جامی تو اتنے بڑے عالم ہیں کہ انکی شرح جامی بغیر شروح کے آپکو سمجھ نہ آسکے گی، تو حبیب اللہ بولے وہ تو سارق ہے دوسروں کی کتابوں سے چوری کر کے اپنی شرح جامی بنا دی۔ اس پر ہمیں غصہ آیا کہ حبیب اللہ نے عارف جامی کے حق میں گستاخی کی۔ اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے۔

اس کے بعد فقیر نے تحفۃ الاحرار مولانا غلام محمد صاحب کچی لعل والے (جو فریدی سلسلہ میں نازک کریم کے مرید تھے) اور مولانا جندوڈہ صاحب کوٹ خلیفہ والے سے پڑھی، موصوف بڑے کامل عالم صاحب وجد و حال تھے اور خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، اور قانونچہ شاہجمالی مؤلفہ احمد دین صاحب اعوان المعروف صرفی پیر جی (جنکی قبر شریف آستانہ عالیہ شاہجمالیہ میں ہے۔ یزاد دینتہ لہ) تلمیذ شاہجمالی رحمۃ اللہ علیہ، استاذیم مولانا غلام محمد صاحب کچی لعل والے

اسکے بعد ابتدائی نحوی کتابیں بھی استاذی
کے پاس پڑھا۔ اسکے بعد ابتدائی نحوی کتابیں بھی استاذیم
مولانا غلام محمد صاحب کے پاس پڑھیں، چونکہ استاذیم
مولانا غلام محمد صاحب کی تعلیم کافیہ تک تھی، اسپرانہوں
نے فرمایا ”کہ آپکو رخصت ہے“۔ وہاں سے بندہ مولانا فقیر اللہ
صاحب دیوبندی (جوکہ دربار جلالیہ اوچ شریف کے خطیب
و معلم تھے) کے پاس کئی دن میں ہدایت النحو اور منیۃ المصلی
ختم کرکے مولانا قطب الدین صاحب چشتی مریدی کے پاس
دربار قادریہ عالیہ کے درس میں داخل ہوا۔ کافیہ، قدوری،
شرح جامی اور اصول کی ابتدائی کتابیں وغیرہ استاذیم
مولانا قطب الدین صاحب کے پاس پڑھتا رہا، جہاں سید
حضور بخش گیلانی قادری اور مولانا رحیم بخش چاچڑ وغیرہ
بھی ہمدرس تھے۔ اور فقیر یہاں اکثر وقت سلطان باہو
رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کرتا رہتا تھا۔

ایک جگہ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ کامل مرشد
وہ ہے جو مرید کو بیعت کرتے ہی فنا کا مقام طئے کرادے
یا عرش سے فرش اسکو دکھادے، اگر وہ ایسا نہیں کر
سکتا تو مرشد نہیں حجام ہے جو مریدوں کے بالوں کو کاٹتا

ہے، خواہ مخواہ لوگوں کو مرید بنا رکھا ہے۔ جب فقیر نے یہ دعویٰ حضرت سلطان باہو صاحب کا پڑھا تو دل میں کہا ہم تو ایسے پیر کی تلاش کرینگے اور اُس کے مرید ہونگے جو ابتدا میں مقامِ فنا طے کرا دے۔ دل میں ایسے مرد مجاہد کامل اکمل کے دیدار کی تڑپ رہتی تھی۔ آخر الامر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ملا ہی دیا۔

مُرشد کامل کی مُلاقات

جب فقیر مولانا غلام محمد صاحب فریدی کے پاس فارسی پڑھتا تھا تو استاذیم موصوف پیر صرفی اور قبلہ مرشدی شاہجمالی رحمۃ اللہ علیہما کی بڑی تعریف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ "استاذیم مولانا فیض محمد شاہجمالی جیسا عالم باعمل، کامل، سخی، خوش خلق، نیک صورت و خوب سیرت، متوکل علی اللہ، بے سوال، صاحب کمال، مستغنی عن الخلق و مشغول بحق، صاحب وجد و حال، مرأۃ اوصاف محبوب خدا و مطلع انوار رسول اللہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

حتی کہ انہوں نے ایک متعلم کی عجیب بات سنائی، فرمایا "
کہ ہم قصبہ شاہجہاں میں پڑھتے تھے تو ایک طالب علم
نے اپنا حال سنایا کہ میں نے تمام ہندوستان چھان مارا
کہ کوئی پیر کامل ملے جسکی میں بیعت ہوں، آخر الامر
ایک رات رو رو کر اللہ تعالیٰ کی دربار میں عرض کیا
الٰہی مجھے کاملوں کی زیارت کرا دو تاکہ میں اُن سے مستفیض
ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا مجھے نیند آئی تو مجھ سے کہا گیا
دیکھو کامل آرہے ہیں، زیارت کرلو، تو کیا دیکھتا ہوں
کہ پہلے پہلے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ سواری پر سوار ہیں ان کے متصل دوسری گھوڑی پر
مرشدی شاہجمالی رحمۃ اللہ علیہ سوار ہیں اسیطرح ان کے بعد
یکے بعد دیگرے اولیاء آرہے ہیں حتیٰ کہ میں نیند سے
بیدار ہوا تو الحمد للہ علیٰ ذالک پڑھا، جس پر میں پہلے
پہلے مولانا فیض محمد صاحب شاہجمالی کی زیارت سے
مشرف ہوا، جیسے دیکھا ویسے پایا، اس کے بعد پیر مہر علی
شاہ صاحب کے پاس چلا گیا وہاں جا کر مرید ہوا۔ (راقم چونکہ
مصنوعی پیروں سے پہلے سے متنفر تھا، البتہ حقیقی ولیوں

کی زیارت کیلئے دل بہت ترستا تھا) فلہذا ایک دن آپ نے استاد مولانا قطب الدین صاحب سے اجازت لیکر اسی ارادہ سے فقیر گھر سے نکلا، اور ظاہری طالب علم بن کر سفر طے کرنے کا ارادہ کر کے ہیڈ پنجند سے گذرتے ہوئے علی پور اور جتوئی دکانڈھ کے قریب سے ہوتا ہوا ہزاری سے شیر والا کے پتن کی راہ پر گامزن ہوا، راستہ خطرناک تھا، بہت گھنے جنگلات تھے، آخر چلتے چلتے راستہ بھٹک گیا، بہت بھوک و پیاس لگی، ایک بڑے درخت پر چڑھ کر اذان کہی اور بارگاہ ایزدی میں عرض کیا" الہٰی تو کرم فرما" اور عرض کی اے مولانا فیض محمد شاہجمالی اگر تو واقعی کامل ہے تو کرم فرما کہ یہ مشکل حل ہو جائے، اتنے میں اترتے ہی ایک آدمی مل گیا، انہوں نے مجھے کھانا کھلایا اور کشتی پر سوار کیا۔ جمعہ کا دن تھا شام تک شہر شیرو میں پہنچا جہاں مولوی احمد یار جمعہ پڑھاتے تھے اُن سے مُلاقات ہوئی، تھکا ماندہ تھا کیونکہ پیدل کا سفر طے کیا، بدن پہ تھکان چھائی ہوئی تھی، بعد نماز عشاء روٹی کھا کر وہاں مسجد میں سو گیا، خواب دیکھتا ہوں کہ ایک مسجد ہے اس کے شمال میں تین کمرے ہیں، مشرقی کمرہ کے دروازہ میں کھڑے ہو کر کسی بزرگ سے کچھ مانگتا ہوں، اتنی

ہیں مسجد کے مشرق و شمال کونہ میں بیٹھ کر مجھے بیعت فرماتے ہیں۔
بیدار ہوتا ہوں، اور اس خواب کو خیال تصور کرکے دل سے نکال
دیتا ہوں اور کوئی توجہ نہیں کرتا، آخر الامر صبح کو نماز پڑھ کر مقام
شیرو سے بستی سندیلہ شریف (جہاں مسکن و مدفن قبلہ فیض عالم
شاہجمالی کا ہے) کو روانہ ہوتا ہوں پہنچتے ہی صوفی محمود خان
چوٹی والے سے مُلاقات ہوتی ہے، حضرت صاحب کے متعلق پوچھا
کہا کہ حضرت صاحب اپنے خالہ زاد بھائی مولوی محمد عبد اللہ صاحب
جلھڑی کی طبع پرسی کیلئے جلھڑ امام روانہ ہو گئے ہیں، لنگر سے روٹی
آئی، کھا کر مسجد میں بیٹھ گیا، شام کو مولانا عطا محمد صاحب حضرت
صاحب کے چھوٹے بھائی تشریف لائے، پُوچھا تُو کون ہے! عرض
کی متعلم ہوں، بعد از مغرب کھانا لایا گیا عشاء کی نماز ادا کرنے سے
پہلے حضرت صاحب مع الٰہی بخش قصائی تشریف لائے، سب
سے پہلے فقیر نے قدموں پر ہاتھ رکھ کر سلام عرض کیا، حضرت صاحب
نے فرمایا "مُریدا خیریت ہے" عرض کی جی حضور۔ دل میں خیال
آیا کہ ہماری طرف کے مصنوعی پیر بھی ملنے والے کو کہہ دیتے
ہیں "مریدا خیر ہے"، یہ بھی آپ کا کہنا "مریدا خیریت ہے"
ایسا ہی ہوگا، اس کے بعد آپ نے پوچھا، کہاں سے آیا؟

عرض کی اد شریف سے، فرمایا " تو بھی اونچا ہے " فرمایا " روٹی کھائی ہے ؟ " جی حضور کھائی ہے ۔ میرے بطن پہ کپڑے و قمیص کے اوپر آپ نے انگلی سے گدگدی نکالتے ہوئے فرمایا " بسترہ لے آؤں ؟ " عرض کی جی حضور ، حضور کریم سیدی و مرشدی بذاتِ خود میرا بسترہ اٹھا کر لے آئے اور چارپائی پہ سُلایا۔ صبح کو بعد نماز ایک متعلم نے مشکوٰۃ شریف کا سبق شروع کیا ، پڑھتے پڑھتے حدیث اِنَّ اللّٰہ خلق اٰدم علیٰ صُورتہٖ آئی تو راقم نے عرض کی حضور صورتہٖ کی ضمیر کس طرف لوٹتی ہے ؟ فرمایا " اللہ تعالیٰ کیطرف بھی اور آدم علیہ السلام کیطرف بھی۔ اگر اللہ تعالیٰ کیطرف لوٹائی جائے تو یہ معنی ہو گا علیٰ صفتہٖ تعالیٰ اگر آدم علیہ السلام کیطرف لوٹائی جائے تو یہ معنی ہو گا ، اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا آدم کی صورت پہ جو ممتاز تھی دوسری صورتوں سے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کیمتعلق عرض کی تو فرمایا " تمام علوم اللہ تعالیٰ نے حضور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے ہیں ، حتیٰ کہ علوم خمسہ بھی ۔ فقیر نے عرض کی کہ حضور آیۃ عندہ علم الساعۃ الخ کیا مطلب ہے ؟ فرمایا فلا یظہر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول

سے ثبوت ہے۔ فلامنافاۃ بینہما۔ اور بعدہٗ وقتاً فوقتاً وقت
تعلیم و تعلم اس بارہ میں بڑی شد و مد سے تحقیق فرمائے
تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر سمجھتے۔
اور معاون و مددگار و معین ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اور حضور
پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حسب منشائے خود دررس مسائل
بالمشافہ پوچھتے تھے۔

جب مولانا غلام محمود صاحب پپلیں والے جو آپ کا شاگرد
رشید تھا، کتاب نجم الرحمن تالیف کرکے قبلہ شاہجمالی مدظلہ
العالی کی خدمت بھیجی تو حضور نے کتاب موصوف کو پڑھ
کر بہت خوش ہوئے اور تصدیقاً فرمایا کہ بہت اچھی کتاب
ہے۔ اللھم ارزقنا حبّ حبیبک صلے اللہ علیہ وسلم۔

راقم الحروف دو دن سیدنا و مرشدنا شاہجمالی مدظلہ العالی
کی خدمت میں رہا اور آپکی نشست و برخاست، زہد و تقویٰ
سخاوت و خوش خلقی و علم بے پایان و عرفان بے گمان و محبتِ
اللہ تعالیٰ و رسولہ و صداقت و خلوص و سادگیِ طبیعت و
شفقت علی الخلق و محبتِ تعلیم و تعلّم و تواضع و انکساری
اور سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا دینا، حتیٰ کہ رات کو کھایا

دکھلایا، صبح کیلئے کچھ نہ چھوڑا، اور ساری زندگی آپ کا یہی دستور رہا، دن کو کھایا اور کھلایا تو رات کے لیے کچھ نہ رکھا جتنا ہی بغیر سوال کے کسی سے آتا سب خرچ کر دیتے اور فرماتے "شب درمیان تے رب مہربان" حتیٰ کہ اکثر مقروض رہتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے قرض بھی اتر جاتے تھے۔ جبکہ فقیر نے مرشد ناشہ جمالی کو مظہر صفات و مطلع حسنات سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام پایا تو دل مجبور ہو گیا کہ بے ساختہ دوپہر کے وقت والہانہ صورت مشرقی کمرہ کے دروازہ سے باہر نکلا اور دل سے ارادہ مصمّم کر کے اسی انتظار میں کہ حضور پرنور سیدی و مرشدی کیخدمت میں عرض کریں اتنے میں حضور اچانک میرے سامنے آئے اور فرمایا "بتاؤ کیا کہتے ہو" عرض کی کہ حضور! آپ نے سلسلہ عالیہ میں مشرف ہونے کا شرف بخشیں فرمایا "بعد ظہر" جب ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد کے شمال مشرقی کونے میں تشریف فرما ہوئے تو اشارہ فرمایا تو فقیر دوزانو ہو کر دست بستہ اپنے مرشد کریم کے حضور میں خشوع و خضوع کیساتھ سر جھکا کے بیٹھا تو حضور نے اپنے دونوں ہاتھوں سے میرے دونوں ہاتھوں کو پکڑا اور بیعت فرمائی، تو ایسا

معلوم ہوا کہ فقیر مثل کپاس کے ڈھیر کے دبا دیا گیا جاتا ہے
اور کچھ پڑھ کر ہاتھوں پہ پھونکا، تو پھر معلوم نہیں مجھے اپنے ہونے
نہ ہونے کی خبر نہ رہی۔ یہ کیفیت و حالت مجھ پہ ایک منٹ تک
یا کچھ زیادہ رہی۔ واللہ اعلم و رسولہ

جہاں رہتے ہیں ہمدم نہ ویرانہ ہے نہ بستی ہے
نہ پابندی، نہ آزادی، نہ ہوشیاری نہ مستی ہے
نہ ویرانہ میں رہتے ہیں، نہ ہیں آباد بستی میں
نگاہِ یار کے صدقہ، بسر ہوتی ہے مستی میں

کیا بتائیں کیا تھا، نہ کہاں تھا، نہ وہاں تھا، نہ چنیں تھا، نہ
چناں تھا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

افتم بہ پائے خود کہ بکویت رسیدہ ام
نازم بآزما کہ بہ بلطف خریدہ

نفی اثبات کے ذکر کی اسطرح سے تعلیم فرمائی، کہو لا الٰہ
کچھ نہیں الا اللہ، اللہ ہے، ماسوی اللہ کے کچھ نہیں، ایک تسبیح کبھی
کبھی محمد رسول اللہ بھی کہہ دیا، الا اللہ کی دو تسبیح اور اللہ
کی چار تسبیح۔ سارا دن ذکر و سرور و مستی میں گذرا، مغرب کے
بعد دل میں خیال کیا کہ دوسرا وظیفہ بتائیں تو بغیر بیان کیے بلا کر

فرمایا" کہ اوّابین کی چھ رکعتیں تین دوگانوں سے پڑھیں ہر رکعت میں تین بار اخلاص بعد فاتحہ، اور دوگانہ حفظ الایمان بعد فاتحہ سات بار اخلاص اور ایک بار فلق پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سات بار اخلاص اور ایک بار النّاس، بعد سلام سر بسجود ہو کر یا حیّ یا قیوم ثبتنی علی الایمان کئی مرتبہ پڑھ کر دعا مانگیں۔ رات کو سو گیا صبح کو نماز کے بعد لوگوں نے تعویزات لکھانے شروع کیے، موسم فصل ربیع کا تھا فقیر کے دل میں خیال آیا کہ میں بھی برکت والا تعویز لکھا کر گھر لے جاؤں، حاضر ہوا، تعویذ کے متعلق عرض کی اور دل میں خیال کیا کہ تعویذ لکھانے کے بعد تہجّد کا طریقہ پوچھوں گا تو سید کریم نے مجھ سے کاغذ لے کر پہلے تہجد کا طریقہ بغیر عرض کرنے کے لکھ دیا، کہ بارہ رکعتیں، اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے تین بار اخلاص پڑھتے رہنا۔ بعدہٗ تعویذ مربعہ " اللہ نور السّمٰوات والارض " لکھ کر، تعویذ مذکورہ کے لکھنے کی اجازت بمع ترکیب عطا فرمائی، اور فرمایا" ہر کام کے لیے یہی تعویذ کافی ہے۔ اس کے بعد مجھے توجہ ہوئی کہ حضرت صاحب، صاحبِ کشف بھی ہیں کہ میرے بغیر کہے دِل میں پوشیدہ ہر سوال کا جواب فرماتے ہیں۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل وقال

پھر مجھے وہ خواب یاد آیا جو کہ میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں آتے ہوئے راستہ میں دیکھا تھا تو جسطرح خواب میں دیکھا تھا ہو بہو ویسا پایا۔ الحمد للہ ذالک

گھر آکر والدین کو سارا حال من وعن سنایا، بڑے خوش ہوئے اور خوشی سے حضرت صاحب کیخدمت میں پڑھنے کی اجازت فرمائی، میرے والدین میرے اہل وعیال کے خرچہ کے کفیل رہے حتیٰ کہ بعد فراغت تعلیم بھی ہر قسم کا تعاون فرماتے رہے حتیٰ کہ پہلا سفرِ حجاز مقدس بھی انکے تعاون سے سرانجام پایا۔
جزاللہ تعالےٰ ھما ووافی اللہ تعالےٰ عنھما

واپس اپنے وطن بستی مستوئیاں جو کہ اب فیض آباد کے نام سے مشہور ہے میں آتے ہی اپنے والدین اور استاذیم استاذالعلما مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سیدی قبلہ شہجمالی کیخدمت میں جانے کے لیے اجازت طلب کی۔

(نوٹ: یہ دو پیج رہ گئے تھے)

مختصر حالات مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

استاذیم مولانا قطب الدین دربار قادریہ عالیہ میں معلم وخطیب تھے اور مخدوم شمس الدین صاحب گیلانی کے بھی استاد تھے اور خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید تھے، متقی، حنفی المذہب، صحیح العقیدہ اور صوفی مشرب تھے، بعض کم عقل لوگ ان کو وہابی کہتے تھے، لیکن حقیقت میں ایسے نہیں تھے، کیونکہ فقیر نے ایک مرتبہ استاذیم سے پوچھا "کیا اولیاء اللہ بعد وصال مزاروں سے باہر آکر زیارت کراتے ہیں؟" اور سائلین کے حصول مُرادات میں امداد فرماتے ہیں؟ جیسا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے متعلق اکثر لوگوں میں مشہور ہے تو جواباً استاذیم صاحب نے فرمایا "کہ بزرگوں کو اس سے بھی زیادہ طاقت ہے اور یہ بات صحیح ہے"۔ دوسری مرتبہ جبکہ فقیر حزب اللہ و حزب الرسول کے مدرسہ احمد پور شرقیہ میں معلّم تھا تو وہاں استاذیم صاحب موصوف میرے پاس تشریف لائے اور خواجہ گل محمد صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ

کے مزار پاک پہ حاضری نصیب ہوئی تو استاذیم صاحب جھک
کر اپنا ہاتھ آستانہ عالیہ خانقاہ مقدسہ کے چوکھٹ پہ رکھتے ہوئے
باادب اندر داخل ہوئے اور ختم شریف پڑھا ، ہاں جھلا متصوفہ
سے خوش نہ رہتے تھے ، نیز فقیر جب بہمراہی مرشد کریم شاہجمالی
مدظلہ العالی دَر موسم میلہ اوچشریف زیارت کیلئے حاضر ہوئے
تو حسبِ عادت چوکھٹ کو چومتے دَربا روں میں داخل ہوتے
تھے ۔

جب استاذیم مولانا قطب الدّین صاحب کو معلوم ہوا تو باادب
واحترام بجناب مُرشدی شاہجمالی حاضر ہوکر شرف زیارت سے
مستفیض ہوئے اور شاگردوں کیطرح لوگوں کو ایک طرف کرتے
ہوئے حضور کو اپنے مصلّیٰ تک لے گئے اور عرض کی حضور جمعہ پڑھائیں
لیکن مرشدی وسیدی کریم نے فرمایا " مولانا خود پڑھائیں "۔
استاذیم صاحب نے جمعہ پڑھایا ، بعدہٗ حضرت صاحب بہ التجا
مخدوم شمس الدین صاحب گیلانی واستاذیم صاحب باہر والے
منبر کے ساتھ کھڑے ہوکر وعظ فرمایا ، تمام سامعین محبت اللہ و
رسول میں مست ہوگئے ۔

آخر الامر فقیر بعد اجازت والدین واستاذیم صاحب

حضرت صاحب کیخدمت جاکر پڑھنا شروع کیا۔ میرے ہمسبق
حضرت مولانا غلام حسن شاہ صاحب قریشی
سفر و حضر میں اکٹھے پڑھتے رہے، مولانا غلام حسن شاہصاحب
بہت بڑے پرہیزگار و شب بیدار و حضرت صاحب کے
بے حد خدمتگار رہے۔

ایک دن ہم دونوں حضرت صاحب کیساتھ داجل و نوشہرہ
میں دعوتوں پہ گئے، مولانا خدابخش صاحب نوشہرہ والے کی
دعوت تھی جو کہ حضرت صاحب کے شاگردوں میں سے تھا،
حضرت صاحب نے اُن سے فرمایا" تم اپنے بیٹے حافظ صاحب کو
بُلاؤ، کہ ہمارے ساتھ کھانا کھائے"، مولانا خدابخش صاحب
نے کہا' حضور وہ تو اونٹ کی تلاش میں جارہا ہے جو کہ
تین دِن سے گُم ہے۔ پہلے ہم نے بہت تلاش کیا جو نہیں مِلا۔
حضور نے فرمایا" بہت گرمی ہے

کرامت ۱۸:۔ حافظ صاحب کو بُلاؤ، اونٹ خود
بخود واپس آجائے گا، جواباً مولانا خدابخش صاحب نے
فرمایا" میرے گھر آگیا" حافظ صاحب آئے اور ہمارے
ساتھ کھانا کھایا، دوپہر کو سوگئے تو ظہر کے وقت مولانا خدابخش

03017751815

حضور اونٹ صاحب خوشی سے بھاگتے ہوئے آئے اور عرض کی "حضور اونٹ خود بخود آ گیا ہے"۔ مولانا خدا بخش صاحب سے راقم نے پوچھا "تمہیں مطلب حاصل کرنے کا عجب ڈھنگ آتا ہے"، تو جواباً کہا میری گھوڑی چوری ہو گئی تھی تو میں حضور شاہ جمال کی خدمت میں چلا گیا اور عرض کی حضور! میری گھوڑی دے دو، فرمایا "گھر چلا جا اِن شاءاللہ آ جائے گی تو میں پندرہ دن تک حضور کی خدمت میں بیٹھا رہا اور عرض کی کہ جب تک میری گھوڑی گھر نہ پہنچے گی میں گھر نہیں جاؤں گا۔ آخر الامر گھر سے اطلاع آگئی کہ گھوڑی واپس آگئی ہے۔

کرامت ۲: ایک دن کا واقعہ ہے، موسم سخت گرمی کا تھا۔ عمر پور ضلع مظفر گڑھ میں حکیم غلام محمدؐ صاحب کی دعوت تھی، شیشم کے درختوں کے سایہ میں ہماری چارپائیاں پڑی تھیں، حضرت صاحب بھی اِنہیں چارپائیوں میں سے ایک پہ تشریف فرما تھے، دوپہر کو سوئے تھے کہ بعد زوال حضرت صاحب نے فرمایا "پانی لاؤ" میں نے تھوڑا سا پانی جو کہ لوٹے میں موجود تھا پیش کیا۔ تو فرمایا "بھر کے لاؤ" عرض کی حضور! آپ رحیم و خلق عظیم

کے مالک ہیں، سخت گرمی ہے لہٰذا اس تھوڑے پانی سے گذارا کر لیں۔ جب پانی استعمال کر کے واپس تشریف لائے تو لوٹے میں پانی ویسے کا موجود تھا جیسے پہلے تھا، میں حیران ہو گیا، پھر فرمایا "پانی بھر لاؤ" عرض کی حضور! آپ تو صوفی ہیں، صوفی تو کسی کو تکلیف نہیں دیتے، بس اسی پانی سے وضو کر لیں (میرے دل میں ایک خیال تھا، جسکا جواب لینا چاہتا تھا) حضور نے اُسی پانی سے وضو کرنا شروع کیا راقم نے حضور کے اعضاء مبارک پہ وافر مقدار میں پانی ڈالنا شروع کیا تاکہ لوٹے میں موجود تقریباً ایک پاؤ پانی جلدی ختم ہو جائے، مگر حضور نے اپنی عادت کے موافق پورا وضو مع ادائے سنتہائے وضو و مستحبات وضو کیا اور لوٹے میں اتنا ہی پانی موجود رہا جتنا کہ پہلے تھا، فقیر اس کرامت کو دیکھ کر خوش ہوا اور اعتقاد میں اور راسخ ہوا۔ بعدہٗ ظہر پڑھی گئی، جب عصر کا وقت آیا، دن ٹھنڈا ہوا، مسجد میں موجود نلکے سے آپ نے لوٹا بھرنے کیلئے فرمایا، فقیر نے عمداً لوٹے میں تقریباً ایک پاؤ یا کچھ کم پانی لیا، فرمایا "یہ کیوں!" عرض کیا لیطمئن قلبی فرمایا "وضو کراؤ"، فقیر نے عمداً پانی ختم کرنے کی کوشش کی

آپ ہنستے رہے اور فرماتے رہے کہ تھوڑا ڈالو، لیکن فقیر نے پوری کوشش لوٹے کو الٹا پانی ختم کرنے کی کوشش کی، مگر واللہ لوٹے میں پانی ویسے کا ویسا ہی رہا، حضور پُرنور نے مکمل وضو بمع ادائے سُنن و مستحباب کیا۔

واہ کیا شان ہے تیرے غلاموں کا
اشارہ سے کام کرتے ہیں اپنے غلاموں کا

واقعہ دَوران تعلیمؒ

راقم الحروف جسوقت بعد اجازت والدین و استاذیم صاحب بستی سندیلہ شریف میں پہنچا، اسوقت تقریباً پچاس طالب مسافر پڑھتے تھے اور استاذیم مولانا عطا محمد صاحب (جو کہ حضرت صاحب کے چھوٹے بھائی اور شاگرد تھے) بھی پڑھاتے تھے اور حضرت صاحب فیض عالم شاہجمال بھی باوجود بڑھاپے کے خود پڑھاتے تھے۔ مولانا غلام حسن شاہ صاحب، مولانا عبدالغفور صاحب، مولانا نبی بخش صاحب، مولانا سید عبدالرحمن صاحب، مولانا پیر بخش صاحب و سید محمد شاہ صاحب

ولد سیّد کمال صاحب وغیرہ پڑھتے تھے۔ فقیر کی ابتدا حاضری میں حضرت قبلہ سید فیض عالم مرشدی نے میرے اسباق مولانا عطا محمّد صاحب کے پاس رکھا دیے، کئی دن تک استاذیم مولانا عطا محمد صاحب کے پاس جلالین، ابوداؤد شریف و مسلم وغیرہ پڑھتا رہا۔ ایک دن جلالین پڑھتے وقت میرا اور استاذیم مولانا عطا محمّد صاحب کے درمیان مطلب بیان کرنے میں اختلاف ہوگیا۔ فقیر نے عرض کیا اس عبارت کا مطلب اس طرح ہے، لیکن استاذیم صاحب نے فرمایا "نہیں اسطرح ہے جیسے مَیں نے بیان کیا ہے"۔ راقم نے نہ مانا حتیٰ کہ استاذ العلماء، سید الاولیاء، فیض عالم سیّدی شاہجمالی کی خدمت میں ہم دونوں حاضر ہو کر اپنے اپنے فہم کے مطابق تقریر سنائی تو حضرت صاحب نے فرمایا "محمّد ظریف کی تقریر درست ہے" تو مولانا عطا محمد نے خوش ہو کر مجھے گلے لگا لیا اور بغلگیر محبت سے بغل گیر ہوئے اور شاباش فرمائی۔

دوسری مرتبہ استاذیم مولانا عطا محمد صاحب مجھے ابو داؤد شریف پڑھا رہے تھے کہ ایک حدیث کا مطلب سمجھ نہ آیا، بذل المجہود شرح ابو داؤد کا مطالعہ بھی فرمایا، لیکن

مفہوم حدیث سمجھ نہ آیا اور نہ ہی بذل المجہوؔد کے مصنّف نے
اس کا مطلب بیان کیا ۔ حتیٰ کہ ہم دونوں (راقم الحروف
واستاذیم صاحب) حضرت فیض عالم سیدی و مرشدی
کیخدمت میں برائے مفہوم حدیث حاضر ہوئے تو حضرت صاحب
نے فرمایا "کیا بذل المجہول والے نے اس حدیث کا حل نہیں
لکھا ؟" ہم نے عرض کی حضور نہیں تو حضور نے فرمایا "بذل المجہود
دکھاؤ" جب قبلہ شاہجمال نے شرح بذل المجہوؔد کو دیکھا تو کچھ
مَطلب لکھا نہ پایا ، تو فرمایا " ان لوگوں کے پاس قلم
دکاغذ تو بہت ہیں مگر حدیث کا مفہوم بیان نہ کر سکے ، تو
پھر حضرت صاحب نے حدیث کی شرح بیان فرمائی ، تو ہم
دونوں کو تسلّی ہوئی ۔

آخر الامر ایک دن فقیر اپنے پیر بھائی مَولانا غلام حسن شاہ
صاحب کیخدمت میں عرض کی کہ ایسے کالے حرف پڑھانے
والے عالم تو ہماری ریاست بہاول پور میں بہت ہیں ۔ میرا
دِل چاہتا ہے کہ مَیں آپ کے ساتھ حضرت کیخدمت میں ہی
پڑھتا رہوں اور سفر و حضر میں حضرت صاحب مجھے اپنے ساتھ رکھیں
تو زہے قسمت میری یہ درخواست حضرت کیخدمت منظور ہوئی

تو باقی کتب، ہدایہ، توضیح، احادیث، علم معقول و منطق وغیرہ حضرت کیخدمت میں پڑھیں اور وہ بھی اسطرح کہ کبھی تانگہ میں، کبھی چلتی بس میں، کبھی دریائے سندھ میں چلتے ہوئے بحری جہاز میں اور پیدل چلتے ہوئے اور حضرت صاحب سواری پہ ہوتے تھے۔

آخر الامر بارہ ربیع الاوّل شریف ۱۳۵۶ھ کی رات بوقت صبح صادق بعد اختتام تقریر میلاد شریف منبر پہ بیٹھے ہوئے مرشد کریم نے اپنے ہاتھ مبارک سے فقیر کی دستار بندی فرمائی اور اس کے بعد سند بھی تحریر فرما دی۔ صبح کو مرشد کریم نے حکم فرمایا کہ اپنے گھر جاؤ اور علم دین پڑھاؤ، عرض کی حضور! میرا دل چاہتا ہے کہ ہمیشہ آپکی خدمت میں ہوں آپ سے دور نہ ہوں اور ظاہری، باطنی فیوضات سے بہرہ یاب ہوتا رہوں۔ لیکن ماتحت حکم سیدی فیض عالم مرشدی شہجمالی گھر آنے کا ارادہ کرلیا، روتے ہوئے عرض کی غریب نوازا! پھر کب ملینگے؟ فرمایا" فکر نہ کر جلدی ملیں گے۔

بعد از حصول تعلیم اپنے وطن فیض آباد کو واپسی

حضور قبلہ غریب نواز سیدی و مرشدی فیض عالم شاہ جمالی کے قدم بوس ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوا۔ جام پور سے ہوتا ہوا ٹنڈا پتن دریائے سندھ کیطرف جا رہا تھا کہ شتربان نے ایک شعر پڑھا:-

اوچ دیاں کھجیاں نندہ لعل دیاں جالیں
قسمت دے میلے تے نصیبے دیاں گالھیں

راقم چونکہ ہجرِ مرشد میں مغموم تھا، سنتے ہی بیہوش ہو گیا کئی وقت تک روتا رہا، جب ہوش میں آیا تو پتن پر گیا گرمی کا موسم تھا، ہوا نہیں تھی، ایک ہفتہ تک کیلئے کشتی کا آنا جانا بند تھا، لہٰذا واپس جام پور آ کر بس پہ سوار ہوا۔ ایک نوجوان پیر بھائی ڈیرہ غازیخاں میں اپنے گھر لے گیا، (جو کہ

بس یہی میرا ہمنشین تھا) وہ پیر بھائی قسم و قسم کے کھانے اور دُودھ لے آیا، لیکن بوجہ سوز و گداز ہجر مرشد کے بغیر دُودھ کے کچھ نہ کھایا۔ صبح کو بعد نمازِ اشراق مظفر گڑھ کے راستہ سے گھر جانے کا ارادہ کیا، جب مسجد سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ مُرشد کریم عالم بیداری میں ہوں لباس سابق تولیہ کاندھے پر رکھے ہوئے میری طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے سامنے سے نکل گئے، فقیر پیچھے دوڑا گلی کی موڑ آئی تو حضرت گُم ہو گئے بہت تلاش کیا لیکن تجھیں نشان نہ ملا، غم ہجر سے نکل کر عالم حیرت میں آگیا، کیونکہ حضور تو اپنے گھر مقیم ہیں، یہاں بیداری میں دیدار مشرف فرما کر کیسے گم ہو گئے۔

گھر آتے ہی اپنے والد کریم کو حال سُنایا، والد صاحب نے فرمایا عزیزا! بزرگوں کو بڑی طاقت ہوتی ہے، جہاں چاہیں ایک آن میں آجا سکتے ہیں۔

"میرے والد صاحب مولانا الٰہی بخش صاحب ولد حاجی پیر بخش صاحب سلسلہ قادریہ میں حضرت صالح محمد صاحب سوئی شریف والے کے مُرید تھے اور اپنی حلال کمائی سے مجھے پڑھایا، اور میرے اوّلین استاد ہیں۔ بوقت آخر ۸ ذوالحجہ کو زبان پہ ذکر اللہ

جاری تھا اور جان بجان آفرین سپرد کر دی"۔

جب فقیر گھر سے حضرت صاحب کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تو سارا واقعہ سابقہ کرامت والا علیحدگی میں حضور کو بیان کیا۔ فرمایا "ایسی باتوں کا اظہار نہ کیا کرو۔

۱۳۶۴ھ تک آپکی خدمت میں حاضری ہوتی رہی اور ہر بار اپنے فیضِ باطن سے مستفیض فرماتے رہے۔ وللہ الحمد۔

مولانا عطا محمد صاحب کا دیوبند جانا

مولٰینا حاجی گامن نعت خواں و خلیفہ مرشدنا شہجمالی، مُرید نازک کریم سجادہ نشین کوٹھ مٹھن کا ہے، لیکن بچپن سے لیکر تا دمِ زیست سیّدی فیض عالم شاہجمالی کے ساتھ رہا حاجی گامن صاحب کا بیان ہے کہ مولوی عطا محمد صاحب کو حضرت صاحب نے خود دیوبند نہیں بھیجا تھا، بلکہ مولوی محمد موسیٰ لونڈے والا جو کہ حضرت صاحب کے پاس پڑھتا تھا نے مولوی عطا محمد صاحب کو شوق دِلایا کہ دیوبند چلیں جب حضرت صاحب کو انکی یہ باتیں معلوم ہوئیں تو حضرت صاحب

نے روکا کہ دیوبند نہ جاؤ، لیکن دونوں صاحبان چوری نکل کر دیوبند چلے گئے، وہاں سے مولوی عطا محمد صاحب اپنی مشکلات و غربت کا حال لکھتے رہے تو حضرت صاحب بوجہ کریم النفس و بوجہ قرابت و اخوتِ پدری کے ان کی طرف خرچہ بھیجتے رہے، حالانکہ قبلہ مرشدی شاہ جمالی نے مولوی عطا محمد صاحب کو اس سے پہلے خواجہ محمود صاحب والد خواجہ نظام الدین صاحب بیعت کرایا تھا، لیکن مولوی عطا محمد صاحب دیوبند جاکر دیوبندیوں کے دامنِ تزویر میں آکر مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا مرید ہوگیا۔

جب مولوی عطا محمد صاحب دیوبند سے فارغ ہو کر واپس گھر سندیلہ شریف لائے تو دیوبندیوں کے اثرات ساتھ لائے۔ ایک وقت مولوی عطا محمد صاحب نے ضالین کو ظالین پڑھا تو حضرت صاحب نے روک دیا کہ اگر تو ایسا پڑھتا ہے تو نماز نہ پڑھایا کرو۔ مولانا عبد الغفور صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ تحریفِ قرآن سے نماز نہیں ہوتی، مولانا گامن صاحب نے فرمایا کہ حضور نے دوبارہ نماز لوٹائی۔

کئی مرتبہ حضرت صاحب اور مولوی عطا محمد صاحب کے درمیان

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب و حاضر ناظر ہونے اور استمداد از انبیاء و اولیاء، تقبیلِ مزارات و قوالی وغیرہ کے متعلق گفتگو ہوتی تو حضرت صاحب ایسے مدلل جواب دیتے کہ مولوی عطا محمد صاحب کو مجبوراً ماننا پڑتا، بلکہ آہستہ آہستہ وہابیت کا اثر ختم ہوگیا اور اپنے مسلکِ حقہ اہلسنت والجماعت میں اتنے پختہ ہوئے کہ مولوی فاروق وہابی نے مناظرہ کرنا چاہا تو مولوی عطا محمد صاحب اُن کے سامنے مناظرہ کیلئے نکلے اور اس وہابی مولوی کو دلائل سے ذلیل کیا۔

مولوی فاروق وہابی نے حضرت صاحب کو مخاطب کرکے کہا کہ آپ لوگ قوالی جو سنتے ہیں وہ حرام ہے، اور حرام حرام کی رٹ لگاتا رہا تو حضرت نے فرمایا کہ حرام مطلق ہے یا مطلق حرام ہے تو وہابی مولوی متحیر ہوگیا اور کوئی جواب نہ دے سکا، خائب و خاسر ہوکر میدان چھوڑ گیا۔

حضور قبلہ شاہ جمالی و مولوی عطا محمد صاحب کو کئی مرتبہ ہم نے دیکھا جب اولیاء کرام کی مزارات پہ حاضری دیتے تو آستانہ بوسی و تقبیلِ مزارات کرتے۔ عرسوں پہ محفلِ سماع میں شریک ہوتے رہے، بعد نمازِ جنازہ دعا مانگتے تھے۔ حضرت صاحب

اپنے والد کریم حضرت خواجہ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ جمال الدین مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس کرتے رہے اور محفل سماع کا اہتمام بھی کرتے رہے۔ اور وہابیوں کے خیالات کی تردید کرتے رہے۔

ایک مرتبہ فقیر مع اپنے شاگرد و پیر بھائی ملک عبد الکریم بھٹی سکنہ مڈ رشید، زیارت کیلئے حضرت صاحب کیخدمت میں حاضر ہوا، تو حضرت صاحب ولی محمد زرگر سکنہ کوٹ چھٹہ کی دعوت پہ اس فقیر کو ہمراہ لے گئے، وہاں دو وہابی تھے، اُن میں ایک امام بن جاتا اور دوسرا مقتدی، کوئی سُنّی اُن کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تھا۔ صبح کی نماز کے وقت حضرت صاحب مع اپنے مریدین و متعلقین مسجد میں تشریف لے گئے تو اُن دو وہابیوں میں سے ایک نے تکبیر شروع کر دی اور دوسرا امام بن گیا، حضرت صاحب مع اپنی جماعت کے اُس کی اقتدا میں کھڑے ہو گئے۔ قدرۃً امام نے ایک رکعت میں چھوٹی سی ایک ہی آیت پڑھی۔ بعد از نماز حضرت نے مجھے تکبیر کہنے کو کہا میں نے تکبیر کہی، حضرت صاحب نے امامت فرمائی، آپ کیساتھ آپ کے تمام متعلقین نے نماز دوبارہ لوٹائی، وہ دونوں

وہابی بیٹھے رہے دوبارہ نماز نہ پڑھی۔ جب حضرت صاحب
نماز سے فارغ ہوئے تو ان وہابیوں نے پوچھا کہ نماز کیوں
لوٹائی گئی ہے؟ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایک رکعت میں کم از کم
تین آیتوں کا پڑھنا ضروری ہوتا ہے، تم نے تین آیات نہیں پڑھیں
اس لیے نماز نہیں ہوئی۔ اور ہم نے نماز دوبارہ پڑھی، تو وہابی
بولا کہ آپ ہمیں کافر سمجھتے ہیں اسی لیے نماز لوٹائی ہے۔ حضور نے
فرمایا اگر ہم آپ کو کافر سمجھتے تو آپکی اقتدا کیسے کرتے؟ کیونکہ ہم نے
آپ سے کوئی کلمۂ کفر نہیں سُنا۔ آخرالامر وہابی نے کہا کہ میں نے
ایک رکعت میں تین آیات پڑھی ہیں، حضور نے فرمایا نہیں،
آپ نے ایک آیت پڑھی۔ قرآن شریف کھول کر دیکھا گیا تو
واقعی ایک ہی آیت تھی، لیکن اُس نے ضد میں آکر کہا کہ
دیکھو اسمیں ط رہ ہے اور ایک ج، تو تین آیتیں ہوگئیں۔ ہم
نے کہا آیت کے ختم ہونے کی نشانی یہ گول دائرہ ہے، لیکن
وہ ضد میں اگر حضرت صاحب اور ہمیں کاذب وجھوٹا کہنے لگا اور کہا
یہ وہ لوگ ہیں جو ہر سال ہندوؤں کیطرح ہولی اور کھنیا کیطرح
میلاد وغیرہ کرتے ہیں۔ راقم نے حضرت صاحب کیخدمت میں
عرض کیا، حضور! آپ ان لوگوں کو کافر نہیں کہتے، ان کی

یہ بکواس آپ خود سُن رہے ہیں تو حضرت صاحب نے فرمایا" بیشک کافر ہیں، بیشک کافر ہیں، جس پر فقیر نے اُن وہابیوں کو پیٹا اور وہ خائب و خاسر ہو کر مسجد سے بھاگ گئے۔

دوسرا واقعہ

جب حضرت صاحب ہمارے ہاں دعوت قبول فرماتے ہوئے اوچشریف تشریف لائے تو مولوی غلام رسول صاحب بہاولپوری اتالیق مخدوم شمس الدین صاحب گیلانی، نے وہ دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات دکھائیں، جن کے خلاف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ و علمائے حرمین شریفین کے علاوہ بہت سے علماءِ کرام نے کفر کا فتویٰ دیا، حضور قبلہ شاہ ہمالی اسوقت جامع مسجد محبوب سبحانی کے درمیانی قبہ میں تشریف فرما تھے، آپ نے ان عبارات کو پڑھ کر فرمایا بیشک ان عبارات میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی و توہین ہے اور توہین کنندہ، کافر ہے۔

فقیر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کر کے لکھ رہا ہے کہ حضرت صاحب نے میری موجودگی میں وہابیوں کو بوجہ گستاخیِ رسول، کافر کہا

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ سیدی ومرشدی کی اولاد، مُریدین، معتقدین و متعلقین کو وہابیت کے فتنہ سے بچائے۔ مولوی غلام رسول صاحب فوت ہوگئے ہیں حضرت صاحب کا فتویٰ نہ چھپوا سکے، اور نہ ہی بعد میں ہیں دستیاب ہوسکا۔

کرامت ۲۷ :۔ ایک دو سال کیلئے مولانا عطا محمد صاحب مُدرسہ بوسٹراں میں پڑھانے کیلئے چلے گئے اور مولوی عبدالغفور صاحب لیہ والے بھی پڑھنے کیلئے ان کے ہمراہ گئے۔

ایک دفعہ سے امورِ عامہ کا مقام حل نہ ہوسکا، بڑے حیران ہوئے کہ صبح کو کیسے پڑھاؤں گا، دل میں خیال کیا کہ اگر گھر ہوتے تو استاذیم قبلہ شاہجمالی سے پوچھ لیتا، اسی خیال میں سوگیا، نیند آئی تو مرشدی شاہجمالی تشریف لے آئے اور فرمایا" عطا محمد! کونسا مقام ہے کہ حل نہیں ہوتا" کتاب کھول کر سمجھایا، کتاب کو زور سے بند کیا تو خواب سے بیدار ہوگئے۔ جواب اَز بَر یاد تھا، اُسی وقت مولوی عبدالغفور لیہ والے کو کہا کہ لیمپ روشن کرو، کتاب کھول کر پڑھی تو

مشکل مقام پہلے حل ہو چکا تھا۔ اُسی وقت مان گئے کہ
واقعی استاذیم قبلہ شاہجمالی عارف کامل اور عابد وزاہد
ہیں اور ولیٔ برحق ہیں۔ واپس آکر حضرت صاحب کے
پاؤں چومے اور واقعہ بیان کیا۔
راقم کو یہ واقعہ خود استاذیم مولانا عطا محمد صاحب و مولوی
عبدالغفور صاحب نے بتایا۔

مولانا عطا محمد صاحبؒ کی شادی

جب مولانا عطا محمد صاحب کی شادی، مولانا قادر بخش
رندوی کی دختر نیک اختر سے ہوئی تو فقیر وہاں پڑھتا تھا
بارات اونٹوں پہ سوار تھی، بارات کیساتھ ڈھول باجے بھی
تھے۔ دولہا کے ہاتھ میں گانا بھی باندھا گیا، مہندی وغیرہ
کے رسوم مُروّجہ ادا گئیں۔ اِس منکوحہ کی فوتگی کے بعد آپ
نے دوسری شادی منشی محمد علی، مُرید قبلہ شاہجمالی کی دُختر
سے کی تو اسمیں بھی فقیر موجود تھا۔ دونوں شادیوں کا خرچہ
حضرت صاحب نے برداشت کیا۔

حضرت صاحب کے وعظ کا اثر

اسٹیشن آرے واہن کے قریب کے رہنے والے سیّد لعل شاہ نے بتایا کہ حضور قبلہ شاہجمالی مدظلہ العالی ہمارے علاقہ میں تشریف لائے۔ ایک باغ میں آپ نے تقریر فرمائی دو ہندو باغ کی چہار دیواری کے اندر تقریر سُن رہے تھے، حضور کی تقریر کے اثر سے سامعین کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجزن ہوا، اور گریہ و زاری میں مست تھے کہ اچانک وہ دونوں ہندو چھلانگ لگا کر مجمع میں آگئے اور پھڑکتے ہوئے آپ کے قدموں میں گر مسلمان ہو گئے۔

سیّد لعل شاہ صاحب سکنہ بستی مہاراں ڈاکخانہ کروڑ پکا اسٹیشن آرے واہن تحصیل لودھراں والے نے ہمیں بتایا کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ شاہجمالی ہمارے ہاں تشریف لائے اور باغ کی چہار دیواری کے اندر تقریر فرمائی، آپ کی تقریر کے اثر سے لوگ عشق مصطفیٰ میں مست ہو گئے، دو ہندو جو باغ کی دیوار سے باہر آپ کی تقریر سُن رہے تھے، اچانک وہ دیوار چھلانگ کر

مجمع میں آ گئے اور حضرت صاحب کے قدموں میں گئے۔ اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

جس نے دیکھے نین متوالے تیرے
مست بیخود گر نہ ہو تو کیا کرے

مولانا عبد الغفور صاحب و ہمارے پیر بھائی محمد رمضان قصائی کہتے تھے کہ تقریر فرماتے وقت حضور کی پیشانی مثلِ آئینہ چمکتی تھی اور ہم اپنا منہ اس میں دیکھتے تھے۔ لاشک فیہ اور جب حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت کے وقت صبح صادق کے قریب محفلِ میلاد میں تقریر کرتے وقت ہاتھ کا اشارہ فرماتے تو آسمان تک نور کا ستون نظر آتا۔

ہر سال میلادِ مصطفٰے و معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل کا انعقاد فرماتے تھے، بعد نمازِ عشاء تا صبح نعت خوانی ہوتی، آپ تقریر فرماتے اور آخر میں خود صلوٰۃ وسلام پڑھواتے۔

قبل ازیں کہ فقیر احمد پور شرقیہ میں مدرسہ حزب اللہ و حزب الرسول میں مدرس تھا۔ اسی دوران میں مولوی حاجی نور محمد صاحب کوٹ مٹھن والے بمع قاضی سمیع اللہ و

حافظ بشیر احمد بلوچ پڑھتے تھے۔

اور فقیر جامع
مسجد احمد پور شرقیہ (جسکو نواب صادق محمد خان عباسی
فریدی نے تعمیر کرایا تھا) میں سرکاری طور پر واعظ مقرر تھا
مولوی واحد بخش دیوبندی مترجم کلام اللہ اور مولوی محمد یار
امام و خطیب تھے، میجر شمس الدین والد غلام حسین دیوبندی نواز
صاحب کے استاد تھے اور میجر صاحب اسی زمانہ میں وزیراوقاف
کے عہدے پہ فائز تھے۔

امام، مقرر، مترجم کی اجازت کے بغیر کوئی شخص جامع
مسجد میں تقریر نہیں کر سکتا تھا، یا پھر تحصیلدار یا اس سے
اعلیٰ افسر غلام محمد خان ناظم سے اجازت لینی پڑتی تھی۔

اسی زمانہ میں فقیر نے حضور قبلہ شاہجمالی کریم کو جامع
مسجد میں تقریر کی دعوت پیش کی۔ فقیر نے تحصیلدار سے
تقریر کی اجازت لے کر مسجد میں جمعہ کے دن اعلان کر دیا۔ لوگ
حضرت صاحب کی زیارت و تقریر سننے کیلئے مسجد میں
جمع ہونا شروع ہو گئے، میرے پیر بھائی مولانا عبدالکریم صاحب
مولانا خورشید احمد صاحب و محمد اکبر نعت خواناں اپنے استاد

صاحب کے ہمراہ پہنچ گئے ۔ حضرت قبلہ شاہجمالی کریم جمعرات کو تشریف لے آئے اور مستری عبدالعزیز صاحب کے والد مستری عبدالرحمن صاحب کے مکان میں قیام فرمایا مولوی محمد یار امام مسجد مذکور مع اپنے بچوں کے حضرت صاحب کی قدمبوسی کی ۔

صبح کو یہی مولوی محمد یار، تاج محمد خاں (جو کہ وہابیوں کا سرغنہ تھا اور سخت متعصب تھا، وزیر اوقاف شمس الدین کا سالہ تھا) کے ایماء پر بھاگ دوڑ کر کے حضرت صاحب کی تقریر کی ممانعت کا حکم لے آیا، یہ حکم نامہ وزیر اوقاف کیطرف سے تھا ۔

"پہلے بھی اسی مسجد میں مولانا محمد یار صاحب کی تقریر رکوا دی گئی تھی"

فقیر حضرت صاحب کیخدمت میں بیٹھا تھا کہ باہر سے مولوی عبدالرحمن ابن مولوی عبدالحق غیر مقلد، عاشق محمد وکیل کے کے والد خدا بخش صاحب اور ایک اور آدمی بھی تھا، نے وزیرِ اوقاف کا حکم نامہ دیا، میں نے حکم نامہ پھینک دیا انہوں نے انسپکٹر پولیس کو یہ اطلاع دے، یہی کچھ میں نے

مرشد کریم کی خدمت میں عرض گذارا، تو حضرت صاحب نے نے فرمایا" میں کوئی واعظ نہیں، میں جامع مسجد میں وعظ نہیں کرتا" فقیر نے عرض کی حضور! یہ لوگ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف سُننا گوارہ نہیں کرتے، یہ تو یہی چاہتے ہیں کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان نہ ہو آپ تو قرآن و حدیث پڑھیں گے۔

"مولوی عبد الحق غیر مقلد، حبیب اللہ گمانوی اور واحد بخش مولوی غلام عیسٰی اور علامہ ارشد صاحب کے والد مولوی احمد علی صاحب کے شاگرد تھے اور یہ دونوں حضرت صاحب کے شاگردوں میں سے تھے، اسی طرح مولوی عبد الحق، حبیب اللہ اور واحد بخش حضرت قبلہ شاہجمالی کے شاگرد در شاگرد تھے۔"

حضرت نے جوش میں آکر فرمایا" جاؤ اعلان کر دو کہ ہم جامع مسجد چوک والی میں وعظ کریں گے۔ فقیر نے عرض کیا حضور! یہ ڈیرہ غازیخان یا ملتان نہیں ہے کہ تمام لوگ جان نثار ہوں، بلکہ یہاں تو تمام مخالفین ہیں جنھوں نے یہ سازش کی ہے، پھر دوبارہ آپ نے فرمایا" جاؤ اعلان کر دو"۔

جب ہمارے جماعتی اللہ ڈیوایا صاحب دارو غنہ، مولوی عبدالرحمٰن صاحب، سردار اللہ ڈتہ صاحب جلوانہ اور قاضی عنایت اللہ صاحب کو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کی تقریر کیلئے حکم ممانعت آگیا ہے تو تمام صاحبان ملکر حضرت صاحب کو مسجد داروغنہ میں لے گئے، آپ نے وہاں وعظ فرمایا اور جمعہ پڑھایا۔ وہاں اعلان تھا کہ حضرت اسی مسجد دار وغنہ میں وعظ فرمائیں گے۔

راقم الحروف نے بحکم حضور قبلہ شاہجمالی جامع مسجد میں حضور کی تقریر کا اعلان کر دیا۔ شیخ کریم بخش مرحوم نے کہا ہمارے پاس وزیرِ اوقاف کا حکم نامہ ہے کہ تقریر نہیں ہوگی، فقیر نے کہا" ہمارے پاس اس سے بھی اعلیٰ افسر کا حکم ہے، شیخ کریم بخش نے کہا حکم نامہ دکھاؤ، فقیر نے کہا جب حضرت صاحب آئیں گے تو حکم نامہ دکھا دیں گے۔ اور دل میں یہی خیال تھا کہ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود!
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

آخر الامر حضرت قبلہ شاہجمالی کریم بمع مولانا عبدالکریم مولوی خورشید احمد صاحب و محمد اکبر نعت خواں تشریف لے آئے

آتے ہی وضو کر کے منبر پہ بیٹھ گئے، اُدھر انسپکٹر پولیس جس کے
ساتھ بہت سے سپاہی بھی تھے، تاج محمد خاں اور مولوی
محمد یار خطیب جامع زور لگا رہے تھے کہ حضرت صاحب کو
منبر سے اُتارو اور مولوی محمد ظریف سمیت انکو گرفتار کرو
کیونکہ حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ لیکن حضرت صاحب
نے بلا خوف و خطر مولوی خورشید احمد و محمد اکبر سے نعت شروع
کرا دی، جب انہوں نے نعت پڑھنی شروع کی تو حضرت
صاحب نے وجد کی حالت میں فرمایا "اَللّٰہ"۔ اور تمام
لوگوں کے دل قبضے میں کر لیے۔ مخالفین کی شرارت ختم ہو گئی،
پولیس کو حکم کی تعمیل بھی بھول گئی۔ لوگوں کا خیال تھا کہ آج خون
ریزی ہو گی، کیونکہ دونوں طرف سے کثیر تعداد میں لوگ
جمع تھے۔ لیکن حضرت نے بعد از نعتخوانی درود پاک کے ساتھ
خطبہ شروع کیا تو تمام چھوٹے بڑے، اپنے پرائے عشقِ رسول
میں مست جھوم رہے تھے۔ حضرت صاحب نے علم غیب رسول
حاضر و ناظر و عشقِ رسول کا وعظ فرمایا، جس سے مخالفین جلتے
تھے۔ تقریر کے بعد تاج محمد خاں نے اُٹھ مجمع کو مخاطب کر
کے کہا کہ ہمیں مغالطہ تھا، حضرت صاحب تو بہت بڑے عالم

دکامل اور حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کیطرح صاحب
کرامات ہیں ، ان کے بعد عنایت صاحب نے اُٹھ کر کہا
" اَب تم تمام لوگ حضرت صاحب کی تقریر سے خوش
ہوئے ہو ، کس کس ذلیل نے تقریر میں رُکاوٹ ڈالنے اور فتنہ
پھیلانے کی کوشش کی ۔

بعد اَز اختتام تقریر تقریباً ایک گھنٹہ تک یکے بعد
دیگرے حضرت صاحب کی قدمبوسی کر کے شرفِ مُلاقات
حاصِل کرتے رہے ، اِس کے بعد عزیزی بشیر احمد والد گل محمد
کی دعوت پر محبت پور تشریف لے گئے ، ڈیرہ نواب صاحب
والوں کی دعوت منظور نہ ہوئی ۔ بعدہٗ اللہ آباد پروگرام پہ
تشریف لے گئے ۔

فقیر نے حضرت صاحب کی بہت سی تقریریں سنیں، لیکن
اس تقریر میں بہت اثر ہوا ۔

ایک مرتبہ حضور نے سندیلہ شریف سے مشرقی جانب ایک
بستی میں وحدتِ وجود پہ وعظ فرمایا ، آپ نے فرمایا کہ آجکل
لوگ وحدتِ وجود کے منکر ہو گئے ہیں ، لھٰذا اس مسلک
کو بیان کرنا چاہیے ، پھر آپ نے خواجہ صاحب کا یہ شعر پڑھا ۔

فاش فریدا وعظ سُناتوں
عالم، جاہل، شاہ و گدّوں
جو کوئی چاہے فقر فنا کوں
او اپنے آپ کوں گولے!
بے صورت صُورت او لے
کر ناز ادا گھنڈ کھولے

حضرت صاحب کے والد کا مُسلمان ہونا

دوران تعلیم ایک دن راقم نے اپنے مُرشد کریم سے پوچھا "حضور! میں نے سُنا ہے کہ آپ کے والد صاحب مسلمان ہوئے تھے"۔ فرمایا "ہاں میرے دادا کے گھر اولاد نہ ہوتی تھی، میرے پردادا نے پیر غائبی کی خانقاہ پہ جا کر دعا کی کہ اے اللہ میرے بیٹے کے گھر صاحب جمال و بخت والا بیٹا پیدا ہو۔ (پیر غائبی کی مزار پہ لوگوں کی مُرادیں پوری ہوتی تھیں)

راقم نے عرض کیا "حضور! آپ کے اجداد کہاں رہتے تھے!

اور کیا کام کرتے تھے ! فرمایا " نواب ریاست خیرپور میرس کے خزانچی و مودی تھے اور تمام آمد و خرچ وحساب وکتاب میرے اجداد کے پاس رہتا تھا ، میری قوم کو دیوان کہا جاتا تھا اور نواب صاحب کی معتمد علیہ قوم تھی ۔

غرضیکہ بفضلِ خدا میرے دادا صاحب کے گھر میرے والد صاحب پیدا ہوئے ۔ میرے والد صاحب بچپن ہی سے بہت ذہین تھے اور بڑے خوبصورت تھے ۔ سرکاری اسکول میں اُردو تعلیم حاصل کرتے تھے ، کلاس میں تمام ساتھیوں سے زیادہ نمبر حاصل کرتے ۔ اتفاقاً ایک ماسٹر صاحب جو کہ مولانا عبدالرحمن صاحب قادری سکھر والے کے مُرید تھے ، کے پاس میرے والد صاحب کے اسباق تھے ۔ میرے والد صاحب مذہبی گفتگو میں بہت ہوشیار تھے ، مسلمان لڑکوں کو سوال وجواب میں حیران کردیتے جن کا حل ان کے مسلمان اُستاد کرتے تھے "۔

آخرالامر میرے والد صاحب پہ استاد بزرگ کا ایسا اثر پڑا کہ بچپن ہی میں خواجہ عبدالرحمن قادری کے پاس گئے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے ۔

میرے والد صاحب کا نام نامی اِسمِ گرامی خواجہ نورالدین

تھا اور آپ کی وفات ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ کو ہوئی
مسلمان ہونے کیبعد حضرت خواجہ عبدالرحمٰن صاحب
کے گھر اُن کے بچوں میں رہنے لگے، جب میرے دادا صاحب
کو خبر ہوئی تو میرے والد صاحب کو سکھر سے اپنے گھر لے آئے
خواجہ عبدالرحمٰن صاحب کے طلبا رنجگین ہو گئے کہ ہمارے
شیخ کو ہم سے دُور کر لیا گیا ہے، دوسری صبح کو خواجہ
صاحب کی لڑکی نے اپنے والد صاحب کو خواب سُنایا، کہ
نورالدّین صاحب کو حضرت مولا علی مشکل کُشا اپنے ساتھ لیے
جا رہے ہیں تو خواجہ صاحب نے فرمایا "مُبارک ہو کہ شیخ
نورالدّین اسلام میں پختہ ہیں، انکا ہاتھ حضرت مولا علی کے
ہاتھ میں آگیا ہے۔

حضرت شیخ نورالدّین خیرپور میرس میں آکے پنجگانہ اذان
و نماز شروع کر دی، والدین و دوسرے رشتہ داروں نے
ہر طریقہ سے اِسلام سے ہٹانے کی کوشش کی اور دھمکایا
مگر آپ کے قلب میں اسلام مکمل طور پہ رَچ چُکا تھا کہ
کچھ اثر نہ ہوا، ماں باپ کے آپ اکلوتے بیٹے تھے اور حسین
و جمیل تھے، آخر کار والدین خاموش ہو گئے، لیکن خواجہ

عبد الرحمن صاحب پہ عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا، کہ انہوں نے نابالغ بچے کو مسلمان کیا ہے۔ قادری صاحب کو عدالت میں بلایا گیا، حاکم نے پوچھا کہ اس بچے کو تم نے کیوں مسلمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کو مسلمان کرنے والے نے مسلمان کیا ہے، تین بار یہی سوال وجواب ہوتا رہا تو حضرت خواجہ عبد الرحمن صاحب جلال میں آگئے اور ایک قریب کھڑے ہوئے ہندو کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ کیا اسکو میں نے مسلمان کیا ہے؟ تو وہ ہندو بے ساختہ کلمہ پڑھنے لگا، اسی طرح وہاں موجود ایک ایک ہندو کیطرف اشارہ کرتے گئے اور فرماتے گئے کہ کیا اسکو بھی میں نے مسلمان کیا ہے! جسطرف اشارہ کرتے گئے اسکے منہ سے کلمہ طیبہ جاری ہوتا گیا اور باقی ہندو بھاگ گئے۔ آپ کی اس کرامت کیوجہ سے مقدمہ خارج ہو گیا۔

مولانا نور الدین صاحب آزاد ہو کر مولانا عبد الغفور صاحب کے مدرسہ میں پڑھنے لگے، بعدہٗ سیت پور ضلع مظفر گڑھ تشریف لائے اور مولانا جندوڈہ صاحب کے پاس علم حاصل کرتے رہے، اُستاد محترم کی نظرِ شفقت سے آپکو سلسلۂ جمالیہ

خواجہ عبیداللہ صاحب ملتانی
عبیدیہ میں بیعت نصیب ہوئی۔
جوکہ خلیفہ ہیں خواجہ خدا بخش صاحب خیرپوری اور خواجہ عبدالر
صاحب ملتانی ثم العربی (جوکہ قبلہ شاہجمالی کریم کے مرشد ہیں
کے والد ہیں، مولانا جندوڈہ صاحب کے پاس کچھ عرص
پڑھتے رہے۔

خواجہ نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کا اتقا

ایک عورت آپ کے حُسن وجمال پر فریفتہ ہوگئی، مُلاقا
کے کئی طریقے اختیار کیے، لیکن خدا کے فضل وکرم سے اُس
کے مکر سے محفوظ رہے۔
ایک دفعہ رات کے وقت آپ ایک بستی سے روٹیاں
لے کر آرہے تھے کہ راستہ میں اُسی عورت نے آپ پر حملہ ک
دیا، فوراً آپ نے آہ وفغاں شروع کردی، روٹیاں او
سالن وغیرہ گر گئے۔ زور زور سے بلا بلا کہتے ہوئے پکارا تو مد
سے طلباء اور دوسرے لوگ دوڑے ہوئے آگئے لیکن قدموں
کے نشان کے علاوہ کچھ نہ پایا، آپ نے عورت کا نام تک بھی نہیں

لیا، صرف یہی فرماتے رہے کہ بلا تھی، اللہ تعالیٰ نے مجھے بلا سے بچا لیا۔ اسی وجہ سے آپ سیت پور چھوڑ کر قصبہ شاہجمال ضلع ڈیرہ غازیخان میں حضرت مولانا نصیر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے چلے گئے، وہاں آپ نے تمام علوم عقلی و نقلی حاصل کیے۔

حالات مولانا نصیر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا نصیر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے والد کریم حضرت خواجہ خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و مُریدِ خاص تھے۔

مولانا حسام الدین صاحب المعروف حکیم محمد سوہانرا (فقیر کے بھی استاد تھے) مولوی محمد عبداللہ صاحب موہانے والا (تلمیذ مولانا احمد علی خانقاہ شریف والے و شاگردِ خاص شاہ جمالی) کے برادر و شاگرد تھے اور مولانا جند وڈہ صاحب چشتی سلیمانی کوٹ خلیفہ والے کے بھی شاگرد تھے (فقیر نے مولانا جند وڈہ کے پاس تحفۃ الاحرار پڑھی تھی)، مخدوم مان بخاری اوچی کے استاد

و دربار جلالیہ عالیہ کے خطیب تھے اور بہترین حکیم، صوفی با
صفا و عاشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، مدینہ منورہ میں
بوقت تہجد فقیر نے مولانا حسام الدین صاحب کو خواب میں
دیکھا کہ ریاض الجنۃ میں اُن سے مُلاقات ہوئی، مولانا نے فرمایا
کہ میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام
پڑھ کر آرہا ہوں۔

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

بیدار ہوا تو جلدی سے وضو کر کے ریاض الجنۃ پہنچا۔
یہی مولانا حسام الدین صاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ کسی
مخالف نے بندوق سے کئی وار کیے لیکن تمام فائر بے کار گئے
دوسری دفعہ مولانا نصیر بخش صاحب کسی کے گھر بیٹھے تھے اور وہ
چھپروں کی لمبی قطار تھی، اچانک ایک چھپر کو آگ لگ گئی
اُس سے متصل تمام چھپروں کو آگ لگتی گئی، گھر والوں نے
کہا کہ حضور! چھپروں کو آگ لگ چکی ہے باہر چلیئے، مولانا
صاحب نے فرمایا ہمارے عشق کی آگ اس سے کہیں زیادہ
ہے، یہ آگ ہمارے گھر کے چھپر کو نہیں جلا سکتی، تمام چھپر

جل گئے لیکن جس چھپّر کے نیچے مولانا نصیر بخش صاحب بیٹھے تھے اسکو آگ نہ جلا سکی۔

میرے مُرشد کریم قبلہ شاہجمالی کریم فرماتے تھے کہ ہمارے مولانا نصیر بخش صاحب بہت بڑے عالم بڑے کامل تھے۔

ایک دفعہ رات کو مولانا مرید غوث سلیمانی تونسوی شاہجمال میں تشریف لے آئے، شرح جامی کی ایک عبارت پہ مولانا نصیر بخش صاحب اور مولانا مرید غوث سلیمانی کے درمیان سوال و جواب ہوتے رہے، حتیّٰ کہ صبح ہو گئی لیکن سوال و جواب ختم نہ ہوئے۔

مولانا مرید غوث صاحب فرماتے تھے کہ مولانا نصیر بخش صاحب شاہجمال میں سوالات کے مخزن ہیں۔

کرامت مولانا نصیر بخش رحمتہ اللہ علیہ

مُرشدی شاہجمالی کریم فرماتے تھے کہ ایک شخص کی چوری ہو گئی تو مولانا نصیر بخش صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی کہ میری گھوڑی واپس کرا دو، آپ نے فرمایا نصف حصہ مجھے دیں تو گھوڑی واپس آجائے گی، گھوڑی والے نے انکار

کیا ، دوسرے شخص نے اسکو کہا کہ تم نے انکار کیوں کیا ہے ، حضرت نے تو مزاق کیا ہے ۔ وہ شخص واپس آکر پھر عرض کرنے لگا تو حضرت نے فرمایا اب نہیں ، دوسرے شخص نے عرض کیا حضور ! غلطی کی معافی چاہتے ہیں ، پہلے تو آپ نے فرمایا ہے کہ آجائے گی ۔ تو حضرت نے فرمایا کہ گھوڑی پہلے فلاں مقام پہ فلاں شخص کے پاس تھی ، اسوقت گھوڑی کی لگام میرے ہاتھ میں تھی ، اب میری حدود سے نکل چکی ہے ، لہذا معذور ہوں ۔ وہ دونوں اسی شخص کے پاس گئے جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ "فلاں کے پاس تھی ،، اس شخص سے دریافت کیا تو واقعی جسوقت آپ نے فرمایا تھا کہ "اب میری حدود سے نکل چکی ہے ،، اسی وقت میں دوسرا شخص وہاں سے لے گیا تھا ، یہ دونوں حیران ہو گئے ۔

نیز حضرت سیدی شاہجمالی فرماتے تھے کہ ایک دن استاذیم مولانا نصیربخش صاحب فرما رہے تھے کہ میرے پیر صاحب کے لڑکے (خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ) کی صاحب کچہری (سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم) داڑھی چومتے ہیں ۔ ہم نے عرض کی کہ حضور ! خواجہ سلیمان تونسوی کہاں ہوتے ہیں ! فرمایا " وہ

مجلس کے انتظام میں کمر بستہ کھڑے رہتے ہیں"، پھر ہم نے عرض کیا حضور! آپ کہاں ہوتے ہیں؛ فرمایا "فقیر اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی جوتیوں کی جگہ بیٹھے دیکھتا رہتا ہے۔

منیف ایک مرتبہ سیدی حضور قبلہ شاہجمالی کریم نے طلبا کو فرمایا "یہاں سے ایک سو میل دُور ایک مجذوب ہمارے پاس آرہا ہے، جاؤ اس کو جلدی سے لے آؤ"۔ آپ نے اُس مجذوب کا حُلیہ بھی بتا دیا کہ ایسی شکل و صورت و قد و قامت کا ہے۔ طلبار نے عرض کیا حضور! ایک سو میل دُور آنے والا مجذوب اتنی جلدی پہنچے گا؛ فرمایا" جلدی جاؤ، موچیوں کی دُکان پہ آکر تمھیں ملے گا، طلبار گئے تو حضرت صاحب کے فرمان کیمطابق وہی مجذوب موچیوں کی دُکان پہ پہنچ چکا تھا، ہم حیران ہو گئے کہ ہمارے اس دُکان پہ پہنچنے کی دیر میں مجذوب نے ایک سو میل کا سفر طے کر لیا ہے۔ اُس مجذوب کو طلبار مسجد میں لے آئے، استاذیم صاحب پہلے تو اکیلے اپنے گھر گئے تاکہ مجذوب کیلئے کھانا لے آئیں، مگر پھر مجذوب کو اپنے ساتھ اندر لے گئے، یہ عصر کا وقت تھا، استاذیم صاحب کی گھر والی گائے کا دُودھ نکال رہی تھیں

انہوں نے دل میں خیال کیا کہ میرے شوہر کتنے بھولے ہیں کہ غیر مَرد کو اپنے کے اندر لے آرہے ہیں، بَس اُن کا دل میں یہی خیال کرنا تھا کہ مجذوب اَدّا، اَدّا کرتے ہوئے بغیر کھانا کھائے باہر گئے۔ اِسی دن اور اسی وقت لوگوں نے اسی مجذوب کو تونسہ شریف میں دیکھا۔

مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں :-

اَولیا را طفال حق اند اے پسر
غیبی و حاضری و باخبر

مولانا عبداللہ صاحب جھکڑی فرماتے تھے (مرشدی شہجمالی کے خالہ زاد بھائی تھے) کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے استاد مولانا نصیر بخش صاحب کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے پاس کھجوروں کے برتن بھرے ہوئے پڑے ہیں، اُن میں سے ایک چھوٹی کھجور میرے لڑکے محمد اعظم کیلئے دی، میں نے عرض کیا حضور! بڑی کھجوروں میں سے عطا فرمائیں، تو استاذیم صاحب نے فرمایا وہ میرے لڑکے غلام یٰسین کے لیے ہے، پہلی برات حضرت سجادہ نشین خواجہ غلام یٰسین صاحب کو نانا جان نے بخشی اسی لیے آپ مادرزاد وَلی ہیں۔ اور آپ کا نام حضور سرکارِ

دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غلام یٰسین رکھا۔

مولانا فتح محمد صاحب فرماتے تھے کہ میرے برادر واستاد حضور شاہجہاں نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے حضرت مولانا نصیر بخش صاحب نے خواب میں زیارت کرائی، آپ کے پاس کھجوروں کے برتن بھرے ہوئے رکھے تھے، آپ نے ایک موٹی کھجور مجھے عطا فرمائی اور فرمایا "یہ باقی کھجوریں میرے لڑکے غلام یٰسین کیلئے ہیں، عرض کی غلام یٰسین؟ فرمایا" اللہ تعالیٰ تمھیں ایک لڑکا عطا فرمائے گا اُس کا نام غلام یٰسین رکھنا۔

نیز مولانا فتح محمد صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے مولانا نصیر بخش صاحب کیخدمت میں عرض کیا کہ حضور! کپاس میں ایک بہت بڑا سانپ بیٹھا ہے، کپاس چُننے نہیں دیتا، تو آپ نے ایک تعویذ لکھا، تعویذ کو لکھ کر چیرا تو وہاں سانپ دو ٹکڑے ہوگیا۔

آخر الامر جب مولانا نورالدین صاحب اپنے استاد مولانا نصیر بخش صاحب کے پاس آخری کتابوں کی تکمیل فرمارہے تھے تو مولانا دین محمد صاحب (جو کہ بہت عابد، زاہد ومتقی تھے) نے مولانا نصیر بخش صاحب کیخدمت میں آکر عرض کی

کہ حضور ! میری لڑکی مئی راستی جوان ہوگئی ہے، جیسے ارشاد ہو فرمایا " اس کا نکاح مولانا نورالدین سے کر دو ، حافظ دین محمد صاحب نے عرض کیا " یہ تو مسافر ہے ،، فرمایا کہیں نہیں جائیگا آخر الامر حافظ صاحب نے اپنی دختر نیک اختر مسماۃ مئی راستی کا نکاح مولانا نورالدین صاحب سے کر دیا ، جن کے بطن سے ۱۶ ذیقعد ۱۲۹۰ھ بوقت سحر مولانا و مرشدنا حضور قبلہ فیض عالم فیض محمد شاہجمالی نے دنیا میں ظہور فرمایا۔ دو سال بعد ۱۲۹۲ھ میں آپکی والدہ صاحبہ کا وصال ہوگیا ، بعدہٗ مولانا نورالدین صاحب نے ایک قصائیہ عورت سے نکاح کیا ، جس سے مولانا گل محمد صاحب پیدا ہوئے ۔ جب اس بی بی کا وصال ہوا تو آپنے تیسرا نکاح مسماۃ غلام فاطمہ سے کیا جن کے بطن سے مولانا فتح محمد صاحب و مولانا عطا محمد صاحب پیدا ہوئے اور ایک لڑکی (قبلہ شاہجمالی کے داماد حافظ عبدالعزیز صاحب کی والدہ) پیدا ہوئی ۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب صاحب وجد و حال و عارف و کامل تھے ، اذان خود دیتے تھے جب اشہدان محمدا رسول

اللہ، پہ پہنچتے تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہو جاتے
اور وجد کی حالت میں منبر پہ گر پڑتے، پھر اُٹھتے اور اذان کہتے
ایک رات آپ تہجد کی نماز پڑھ کر سو گئے، خواب میں دیکھا
کہ آسمان سے ایک خوانچہ اُتر رہا ہے، پوچھا کس کیلئے ہے
جواب ملا کہ مولانا نورالدین صاحب کے لیے ہے، لیکن وہ سو گئے
اس رات کے بعد پھر کبھی تہجد کے بعد نہ سوتے، بعد اشراق قیلولہ فرماتے۔

استاذیم مولانا غلام حسن صاحب فرماتے ہیں کہ جب
میں مولانا نورالدین صاحب کی خدمت میں تحفۃ الاحرار پڑھتا
تھا تو ایک مرتبہ استاذیم صاحب نے مجھے فرمایا" میرے ساتھ
دریائے سندھ کے پار چلو، جب ہم دریا کے کنارے پہنچے تو کشتی
موجود نہ تھی تو استاذیم صاحب نے فرمایا" غلام حسن! پانی
(اکتہ) ہے، میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ" فقیر استاذیم صاحب کے
قدموں پہ قدم رکھتا گیا حتیٰ کہ ہم دریائے سندھ کے پار پہنچ
گئے اور پانی ٹخنوں کے اوپر بھی نہ گیا، میں حیران رہ گیا کہ
استاذیم صاحب کتنے صاحب کمال ہیں۔

حضور قبلہ شاہجمالی کریم کا دستور تھا کہ جب آپ وعظ فرماتے
تو اپنے ساتھ اپنے والد کریم کو چارپائی پہ بٹھاتے اور تقریر فرماتے

مرشدی قبلہ شاہجمالی نے فرمایا کہ ایک رات محفلِ میلاد یا محفل معراج ہونی تھی تو حضرت مولانا نورالدین صاحب کو سخت بخار تھا، قبلہ شاہجمالی نے آپکی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! آپ کو بخار ہے، محفل میں نہ جائیں، گھر پہ سو جائیں۔ آپ قبلہ شاہجمالی کے مشورے سے گھر پہ سو گئے۔ حضور قبلہ شاہجمالی نے وعظ شروع فرمایا، حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں تقریر بامِ عروج پہ تھی حضور والد کریم گھر میں تقریر سُن رہے تھے، عالمِ وجد میں بسترِ علالت سے اُٹھ کر روتے ہوئے مجلسِ وعظ میں آپہنچے، تمام لوگوں پہ وجد طاری تھا، عشّاقانِ مُصطفٰے تڑپ رہے تھے اور ساقی جامِ وحدت کے چھلکتے جام پلا رہا تھا، عالمِ مستی میں مست ہو کر با کو باں و گریہ کناں تڑپ رہے تھے۔

مرشدی شاہجمالی کریم سے آپ کو بے پناہ محبت تھی، آپ ہڑپوگئے تو وہاں بیمار ہو گئے، مرشدی شاہجمالی اپنے والد کریم کی خدمت کیلئے ہڑپو پہنچے، طبع پُرسی فرمائی تو والد کریم نے فرمایا کہ تم آگئے مجھے شفا ہو گئی۔ لِقَاءُ الْخَلِيْلِ شِفَاءُ الْعَلِيْلِ،

اے آمدنت باعثِ آبادیِ ما
دیدارِ شما باعثِ شفایابیِ ما

مولانا فتح محمد صاحب نے فرمایا کہ والد صاحب بحالت بخار استاذیم مولانا شاہجمالی کے پاس تشریف لائے جبکہ استاذیم صاحب مسجد کے جنوبی کنارہ کے قریب پڑھا رہے تھے آپ آکر سو گئے اور فرمایا "میری قبر مسجد کے جنوبی طرف بنانا" اس کے بعد دو یا تین دن ہی گذرے کہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ کو اس دارِ فانی کو الوداع کہہ کر دارِ آخرت کو رحلت فرمائی۔ حسبِ وصیت مسجد کے جنوب کیطرف آپ کے استاد حضرت مولانا نصیر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کو دفن کیا گیا۔ حضرت صاحب نے خود آپ کو شرقاً غرباً لٹا کر غسل دیا اور اپنے ہاتھ سے تجہیز و تکفین کر کے جنازہ پڑھایا۔

راقم الحروف نے شاہجمال میں حضرت مولانا نصیر بخش و مولانا نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے مزارات سے شرفِ زیارت حاصل کیا۔ فقیر تو حضور قبلہ شاہجمالی کی معیت میں حافظ جمال اللہ ملتانی کے عُرس سے واپسی پہ مولانا فتح محمد صاحب کے مادر زاد برادر مولانا خیر محمد صاحب نے بتایا کہ دریا کی طغیانی سے زمین کو گڑھے پڑ گئے، تو فقیر نے دیکھا کہ دونوں مزاریں خالی تھیں خدا جانے کہ صاحبانِ مزارات کہاں گئے، وہاں سے تمام لوگ

کوچ کر گئے ہیں، اب شاہجمال کا شہر روئے زمین پہ موجود نہیں ہے۔

کہا جاتا ہے کہ دریا کی طغیانی کیوجہ سے سیّد جمال شاہ کو مزار سے نکالا گیا تو جسم بالکل صحیح سلامت تھا، لوگ آپ کے جسم کی زیارت کیلئے دُور و دراز سے آنے لگے، جام پورے ایک وہابی دل میں غلط خیال لیکر آیا اور سیّد شاہجمال کے قدموں کو ٹٹولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو حضرت شاہجمال نے قدموں کو اکٹھا کرلیا، وہ وہابی دیکھ کر حیران رہ گیا۔

مختصراً حالات مدرسہ شاہجمال،

ابتدائے جوانی میں مرشدنا شاہجمالی اپنے والد کریم و مولانا نصیر بخش صاحب سے تمام عقلی و نقلی مع احادیث و تفاسیر وغیرہ پڑھ کر مسندِ تعلیم و تعلّم پہ جلوہ افروز ہوئے تو اسوقت مدرسہ میں تقریباً تین سو طلبا، زیرِ تعلیم تھے۔ اور مدرسین میں مولانا نصیر بخش صاحب، مولانا نورالدّین صاحب، پیر صوفی صاحب (جوکہ مرشدنا شاہجمالی کے شاگرد تھے) و دیگر حفاظ کرام موجود تھے

حضرت محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید مولانا غلام مُصطفیٰ صاحب کوئٹہ والے (جو کہ فقیر کو تھلہ شریف میں ملے تھے) نے فرمایا کہ شاہجمال کے مدرسہ میں سبق پڑھنے کی تیسرے دن ہماری باری آتی اور معاشی حالات اسطرح تھے کہ تیسرے دن تہائی یا چوتھائی حصہ روٹی کا کھانے کو ملتا، کمزوری اور بھوک سے نڈھال ہو جانے سے دیواروں کے سہارے سے اُٹھتے تھے، مگر استاد صاحب کی قابلیت و حُسنِ خُلق کیوجہ سے ہم دوسرے کسی مدرسہ میں جانا نہیں چاہتے تھے۔

حافظ محمد عارف صاحب احمد پوری نے شیخ الجامعہ مولانا غلام غلام صاحب گھوٹوی سے پوچھا "کیا آپ حضرت شاہجمالی کیخدمت میں پڑھنے کیلئے گئے تھے؟" فرمایا "کچھ دن کیلئے گیا تھا لیکن وہاں طلباء کا بہت ہجوم تھا کئی دن کے بعد سبق حاصل ہوتا تھا اس لیے فقیر وہاں سے چلا آیا" اور فرمایا "شاہجمالی میرے استاد ہیں"

راقم الحروف حضور قبلہ شاہجمالی کی ہمراہی میں ایک مرتبہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پہ گیا حضرت سید غلام محی الدین المعروف بابو جی بھی عرس پہ تشریف لائے، جب ہم نے سنا کہ گولڑہ شریف والے پیر صاحب تشریف

لے آئے ہیں تو مرشدی شاہجمالی و مولانا احمد علی صاحب نائب
شیخ الجامعہ عباسیہ کے ساتھ زیارت کیلئے گئے ، اور سلام کیا
اسوقت سید غلام محی الدین صاحب سید نجیب علی شاہ صاحب
کے ساتھ محوِ گفتگو تھے ، جب مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی نے
سیدی شاہجمالی کو دیکھا تو فوراً پاؤں میں گرے دست بوسی کی
راقم نے شیخ الجامعہ کے آگے جھک کر قدموں پہ ہاتھ رکھنے کی کوشش
کی مگر آپ نے میرے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور فرمایا آپ تو اتنے
بڑے بزرگ کے خلیفہ و شاگرد ہیں۔ کچھ دیر حضرت صاحب کی
خدمت میں بیٹھنے کے بعد واپس چلے آئے ، لیکن بابوجی صاحب
محفوِ گفتگو رہے ، حالانکہ قبلہ شاہجمالؒ آپ کے قد پہ ہاتھ رکھکر
سلام ، لیکن قبلہ شاہجمالی کیساتھ کوئی گفتگو نہ ہوئی۔ فقیر نے جب
دیکھا کہ آپ نے کوئی توجہ نہیں کی تو کہنا پڑا کہ سیّد صاحب کو
اتنی بے توجہی نہیں کرنی چاہیئے تھی ، مولانا احمد علی صاحب بولے
”یہی اچھا ہے کہ کوئی نہ جانے“۔ حضور قبلہ شاہجمالی کریمؒ نے فرمایا
وہ غوث پاک کی اولاد ہیں اور بزرگ ہیں اُن کے شایانِ
شان یہی ہے ، ہم غلام لوگ ہیں ، ویسے بھی حضور قبلہ شاہجمالی
کی عادت مبارکہ تھی کہ ہر سیّد اور ہر بزرگ کی اولاد کے

قدموں پہ ہاتھ رکھ کے ملتے تھے

ایک دن آپ مسجد سندیلہ شریف میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک سیّد صاحب جنکی بڑی بڑی مونچھیں تھیں مسجد میں آئے، تو حضرت صاحب بحالت تلاوتِ قرآن مجید اُس کے آگے کھڑے ہو گئے اور ادب سے پیش آئے، فقیر کے دل میں یہ چیز ناگوار گذری کہ اتنے بڑے بزرگ ہو کر قرآن شریف کی تلاوت چھوڑ کر سیّد کے آگے کھڑے ہو گئے ہیں۔ اتفاقاً اسی وقت طلبار کے ساتھ شُبلت کے بارے میں گفتگو ہو گئی، تو حضرت صاحب سے عرض کی کہ حضور مونچھوں کو کیسے رکھنا چاہیئے؟ حضرت صاحب نے فرمایا "شامی اُٹھاؤ اور خود دیکھ لو"، فقیر نے جب فقہ کی کتاب شامی اٹھا کر کھولی پہلی نظر راقم کی اس جگہ پہ پڑی جہاں یہ عبارت تھی کہ اگر سیّد و استاد قرآن شریف پڑھنے والے کے پاس آئے تو فوراً انکی تعظیم کے لیے اٹھنا جائز ہے، راقم شرمندہ ہوا اور دل میں کہا کہ حضرت صاحب کا کوئی فعل خلاف شریعت نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ ایک شخص کسی افسر کے پاس شفارشی خط کیلئے

حضرت صاحب کیخدمت میں حاضر ہوا، اور ہدیہ بھی ساتھ لایا
آپ نے اُسے خط بھی لکھ دیا اور ھدیہ بھی واپس کر دیا۔
استاذیم مولانا غلام محمّد صاحب کچی لعل والے فرماتے تھے
کہ جب ہم پیر صرفی کے پاس بہ رفاقت احمد دین صاحب
صرف پڑھنے کیلئے شاہ جمال گئے تو اس وقت ایک طالب
علم کو روزانہ ایک تہائی یا چوتھائی حصہ روٹی کا ملتا تھا، جب
پہلی بار دریائے سندھ میں طغیانی آئی تو حضرت صاحب نے بمع
طلباء کے جام پور کے قریب چاہ صوم والا میں سکونت اختیار کی
بعدۂ واپس شاہجمال آگئے۔ پھر دریا کو طغیانی آئی تو سندیلہ
والے ملک صاحبان حضرت صاحب کو سندیلہ شریف میں لے
آئے، آپ وہیں سکونت پذیر ہو گئے، پیر صرفی بھی آپ کے ساتھ
رہے اور بعد از وصال سندیلہ شریف میں مدفون ہوئے۔
میرے پیر بھائی محمّد رمضان صاحب عطائی فرماتے تھے
"پڈلی دی دھڑک پندیلے تونڑیں تے اساڈی دھڑک سندیلے
تونڑیں"، " نیز یہ بھی فرماتے " یا فیض محمّد شاہجمالی
ارحم علیٰ خستہ حالی "۔
عطائی صاحب اگرچہ انسپکٹر، مُدرّس اور انگلش دان تھے

مگر عربی، فارسی میں بھی خاصا عبور رکھتے تھے۔ مَیں نے عطائی صاحب سے پوچھا کہ آپ نے عربی فارسی کہاں پڑھی ہے، فرمایا تمہیں حضرت صاحب یہاں پڑھاتے ہیں، ہیں اپنے گھر پہ اُن کے پاس پڑھ لیتا ہوں، مجھ سے حضرت صاحب دُور نہیں

عطائی صاحب کی رُباعی

بیند ہمہ جا عارف آگاہ ہواللہ

در مہر ہواللہ، در ماہ ہواللہ

از دردکشاں پرس کہ در ورد چہ یابند

در درد ہواللہ، در آہ ھواللہ

قاضی فیض محمد گر داور جھگی والے نے فقیر کو بتایا کہ ہم شاہجمال میں پڑھتے تھے، ہر جمعرات کو طلبا اکٹھے ہو کر نعت خوانی و قوالی کرتے تھے، ایک جمعرات کا واقعہ ہے کہ ہم میں سے ایک شہزادہ بن گیا اور سوال کیا:۔

!!کس لیے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

ایک متعلم نے جواب دیا:۔

مصوّر مانگتا ہے دِرم ہاتھ میں پائی نہیں

اس لیے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

پھر سوال کیا :-

کس لیئے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

دوسرے طالب نے جواب دیا :-

بُت پرستی کی رسم اسلام میں آئی نہیں
اس لیے تصویر جاناں ، ہم نے کھچوائی نہیں

پھر سوال کیا :-

کس لیے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

ایک اور طالب نے جواب دیا :-

ایک سے جب دو ہوئے وہ خط یکتائی نہیں
اس لیے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

طلبا کے ان سوالات و جوابات کو حضرت صاحب چھپ کر سُن رہے تھے ۔ اس سوال کے جواب میں ایک طالب نے جواب دیا :-

بے مثل کی مثل لانا اسمیں دانائی نہیں
اس لیے تصویر جاناں ہم نے کھچوائی نہیں

بس یہی کہنا تھا کہ حضرت صاحب وجد میں آ گئے ، خود بھی روتے رہے اور دوسروں کو بھی رلاتے رہے اور طالب علم

ے بار بار یہی شعر سنتے رہے۔

شاہجمالی کریمؒ کے وجد کی کیفیاتؒ

سیدنا و مرشدنا حضور قبلہ شاہجمالی کے حال و وجد کی کئی صورتیں تھیں۔ کبھی روتے ہوئے نعت خوانوں و قوالوں کے بغل گیر ہوتے ہوئے چلتے تھے، ذکر پاس انفاس جاری ہوتا اور زمین پہ لیٹتے ہوئے نظر آتے تھے

وجد کی ایک اور کیفیت

و

سببؒ مولانا دین محمدؒ کے مرید ہونے کا

مولانا دین محمد صاحب اللہ آباد والے کہتے ہیں کہ میں حافظ جمال اللہ صاحب ملتانی کے عرس پہ گیا، وہاں ساز وغیرہ کے ساتھ محفلِ سماع کا اہتمام تھا، جس میں حضرت قبلہ شاہجمالی بھی موجود تھے، قوالی کے دوران حضرت صاحب

کو ایسا وجد آیا آپ زمین سے اُوپر اُٹھ گئے، زمین پہ آپ کے جسم کا کوئی حصّہ نہیں لگ رہا تھا، نصف گھنٹہ تک آپ فضا میں وَجد کرتے رہے۔ میں نے جب یہ حالت دیکھی تو میرا دِل آپکا معتقد ہوگیا اور میں آپ کا مُرید ہوگیا۔

ایک سال آپنے سندیلہ شریف میں حسبِ معمول حضرت جمال الدین کا عرس کرایا، جسمیں محمّد شفیع قوّال کوٹ مٹھن والے نے قوّالی کی، قوّالی میں اس نے بیدؔم وارثی کی غزل شروع کی جب اس نے یہ شعر پڑھا ؎

!! مجھے خاک میں ملا کر میری خاک اڑا دے
تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

حضور شاہجمالی کو ایسا وجد ہوا کہ جان قفسِ عنصری سے چلی گئی لوگ رونے لگے، یہی حالت تقریباً گھنٹہ کے قریب تک رہی محمّد رمضان عطائی صاحب نے فرمایا کہ قوّالی جاری رکھو محمد شفیع قوّال قوّالی کرتا رہا، جب غزل کا آخری شعر پڑھا۔

اسی خاک آستاں میں کسی دن فنا بھی ہوگا
کہ بنا ہوا ہے بیدؔم اسی خاک آستاں سے

اس شعر کے کہنے پر مرشدنا شاہجمالی پھر زندہ ہو گئے۔

سید الطائفہ حضرت خواجہ قطب الدین اوشی کاکی کا بھی اسیطرح کا واقعہ ہے کہ اُن کا بھی "کشتگانِ خنجرِ تسلیم را" پہ وصال ہو گیا تھا، اور " ہر زماں از غیب جان دیگراست" پہ پھر زندہ ہو گئے۔

عاشقان خواجگانِ چشت را
از قدم تا سر نشانِ دیگر است

قاضی فیض محمد صاحب جھگی والے نے سنایا۔ کہ ایک مرتبہ ۱۵ر شعبان کی رات قبلہ استاذیم صاحب کے ہمراہ ایک دعوت پہ گیا، رات کو حضرت صاحب تہجد کیلئے اُٹھے، میں نے آپ کو وضو کرایا، آپ نمازِ تہجد میں مشغول ہو گئے اور میں سو گیا، میری آنکھ لگ گئی، پھر کچھ دیر بعد آنکھ کھُلی تو دیکھا کہ حضرت صاحب کا سر کہیں ہے، پاؤں کہیں، ٹانگیں کہیں، ہاتھ کہیں اور بازو کہیں ہیں۔ سارا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھرا پڑا ہے۔ میری چیخ نکل گئی اور زور سے کہا کہ میرے استاد صاحب کو کوئی شخص قتل کر گیا ہے فوراً تمام ٹکڑے اکٹھے ہو گئے اور حضرت صاحب اُٹھ بیٹھے، منہ پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا خیر ہے؛ میں حیران ہو گیا، فرمایا" خاموش خاموش"۔

صوفی کریم بخش صاحب بلوچ جو کہ خواجہ غلام یٰسین سجادہ نشین کے صاحبزادے خواجہ عبدالحیٔ کے خلیفہ ہیں، فرماتے ہیں کہ میں حضور قبلہ شاہ ہمالی کے ساتھ ہمسفر تھا، ۱۵ شعبان کی رات تھی حضور تہجد کے ذکر فرما رہے تھے کہ کمرہ روشن ہوگیا۔ صبح کو لوگوں نے پوچھا کہ کمرہ کی چھت سے آسمان تک روشنی تھی، کیا وجہ تھی! ہم نے جواب دیا کہ حضرت صاحب ذکر کر رہے تھے، حالانکہ آپ خاموشی سے ذکر کر رہے تھے۔

ایک عجیب واقعہ

حضرت مولانا احمد بخش صاحب اوّلاً بچپن میں خواجہ جمال الدین مہاروی کے مُرید تھے، جب مکمل تعلیم حاصل کر چکے تو اُن کے دلمیں تڑپ تھی کسی بزرگ کا مُرید ہونا چاہیے اِسی ارادہ سے ملتان سے گولڑہ شریف گئے۔ دل میں ارادہ کیا کہ اگر پیر مہر علی شاہ صاحب نے از خود مجھے بلا کر فلاں وظیفہ عطا فرمایا تو مرید ہو جاؤں گا، جب حضرت کی مجلس میں پہنچا تو چھپ کر بیٹھ گیا، لوگوں کا ہجوم تھا۔ حضرت صاحب نے

فرمایا" عبدالجبار ! میرے پیارے شہر سے میرے پیارے مولانا احمد بخش صاحب آئے ہیں انکو میرے پاس لے آؤ۔ عبدالجبار نے میرا نام لے کر پکارا کہ احمد بخش ملتان والے کو حضرت صاحب بُلا رہے ہیں۔ مولانا احمد بخش فرماتے ہیں کہ میں خاموش بیٹھا رہا حتیٰ کہ حضرت صاحب نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ بیٹھے ہیں۔ عبدالجبار صاحب مجھے حضرت صاحب کی خدمت میں لے گئے، جس وظیفہ کیلئے میرے دل میں خیال تھا، بغیر اظہار کرنے کے اسکی اجازت بخشی۔ میں نے عرض کی حضور! مجھے بیعت فرمالیں، فرمایا" تیرا حصہ مولانا فیض محمد صاحب شاہجمالی کے پاس ہے"۔ گھر واپس آیا تو خواجہ جمال الدین کی زیارت ہوئی، فرمایا یہ ہیں مولانا فیض محمد شاہجمالی۔ میں نے شکل و صورت ذہن نشین کر لی پھر پوچھتا ہوا بستی سندیلہ شریف حاضر ہو، تو دیکھتے ہی دِل نے گواہی دی کہ یہ وہی ذات ہے جنکی شان پہلے سے دیکھ لی ہے، آکر مُرید ہو گیا۔

وظائف کرتا رہا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا ہجوم ہے، بہت سے لوگ میری بیوی کے چہرہ سے پردہ ہٹا دیتے ہیں، میں ڈھانپتا ہوں پھر کھول دیتے ہیں، اسی ڈر میں

بیدار ہوا، حضرت صاحب سے مُلاقات ہوئی، تو میں نے خواب ابھی سنایا ہی نہیں تھا کہ حضرت صاحب نے فرمایا مولوی صاحب اَب بتاؤ خواب اچھا ہے، میں نے خواب سنایا تو فرمایا تم بمع اپنی بیوی کے حج پہ جاؤ گے (وہاں احرام کی حالت میں عورت کے چہرہ پر کپڑے کا لگنا ممنوع ہے)۔ حضرت صاحب کے فرمان کیمطابق مجھے بیوی سمیت حج کی سعادت نصیب ہوئی وللہِ الحمد۔

مولانا احمد بخش صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت صاحب کیخدمت میں عرض کی، حضور! کیا مزار والوں سے بھی فیض ملتا ہے! فرمایا "جی ہاں" عرض کی حضور! خواب میں یا بیداری میں! فرمایا "دونوں طرح سے" پھر عرض کی حضور! بیداری میں کیسے؟ فرمایا "چلو تمھیں دکھاتے ہیں، مجھے ایک قبر پہ سوار ہونے کو فرمایا، میں قبر پہ سوار ہو گیا آپ نے فرمایا یَاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمْ۔ تین بار یہی کہا تو قبر کھل گئی ایک بزرگ باہر نکلے اور سلام وکلام کیا پھر اندر چلے گئے اور قبر بند ہوگئی۔ فرمایا یہ وظیفہ ہے۔ فقیر کو اس وظیفہ کی زکوٰۃ لگانے کی اجازت بخشی۔ فقیر حکیم تھا کچھ دن بعد میرے قلب کی روشنی

ختم ہو گئی۔ حسب ارشاد حضرت صاحب، حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی کی مزار پہ فقیر سوار ہو گیا، تین مرتبہ یا یہا المزمل قم کہا تو قبر کھل گئی اور حضرت جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ مزار سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا بچہ کیا کہتا ہے؟ عرض کی حضور! قلب سیاہ ہو گیا ہے، فرمایا تو حکیم ہے نبض دیکھنے کیلئے عورت کو ہاتھ لگاتا ہے، اس وجہ سے دل کی روشنی ختم ہو گئی ہے، لہٰذا احتیاط کیا کرو۔ پھر قبر بند ہو گئی۔ اسی دن کے بعد فقیر بغیر ہاتھ لگائے خواتین سے صرف بیماری کی حقیقت پوچھ لیتا۔ حضرت صاحب کا بتایا ہوا وظیفہ یہ ہے۔

زکوۃ تصور شیخ باسم شیخ

اوّل بر زانو راست وچپ	پہلے دائیں اور بائیں زانو پر
ایمن والیسر راس وپیشانی براست	پھر سر کے دائیں اور بائیں طرف
کلمہ شہادت بنویسد و کڑا اسم	پھر پیشانی پہ کلمہ شہادت
شیخ دہد۔	لکھے پھر شیخ کے نام کا کڑا دے۔

وتروں سے پہلے سات سو مرتبہ "یا فیض محمد شاہ جمالی

اکیس رات تک پڑھتا رہے پھر بعد نماز عشاء یاَیُّھَا المُزَمِّل (صلی اللہ علیہ وسلم) تا فاستغفر اللہ ان اللہ غفور رحیم تین بار پڑھے اسی طرح ہر روز سات رات تک یہی وظیفہ پڑھے، آخری رات کامل کی مزار پہ پاؤں کیطرف سے سوار ہو جائے۔ شیخ کا تصور کرے اور آنکھیں بند کر کے ستر مرتبہ یاَیُّھَا المُزَمِّل قُم پڑھے

مولانا احمد بخش صاحب مونڈکے والے اب ریلوے اسٹیشن مڑیالہ کے مشرق جانب رہتے ہیں، حافظ محمود صاحب سندیلہ مع حافظ اللہ دتہ سندیلہ شریف کی مسجد (جسکو ملک درویش سندیلہ نے تعمیر کیا) میں مصلیٰ پڑھاتے تھے۔

حافظ محمود صاحب کے معاشی حالات بگڑ گئے، انکی حد تک کہ صبح و شام کی روٹی بھی مشکل سے میسّر تھی، ایک دن حضرت کی اقتدا میں جمعہ ادا کیا، دل بہت غمگین تھا، دل میں سوچ رہا تھا کہ ہزاروں لوگ اس در سے فیض یاب ہو رہے ہیں، ہم حضرت کے پرانے غلام ہیں، نا معلوم کب کرم ہو گا۔ میں نے ابھی خیال کا اظہار بھی نہیں کیا تھا کہ حضرت صاحب نے مجھے بلایا اور فرمایا "جمعہ کے فرضوں کے بعد سورتِ اخلاص، فلق، والناس اور فاتحہ سات سات بار پڑھتے رہنا، تنگدستی

ختم ہو جائے گی۔

حافظ محمود صاحب فرماتے تھے کہ جب سے مرشدنا شاہجمالی کا بتایا ہوا وظیفہ شروع کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے غنی کر دیا، اب حافظ صاحب کے لڑکے حضرت صاحب کی نظرِ عنایت کے طفیل اچھے خاصے دولت مند ہیں۔

مرشدنا شاہجمالی فقیر وَلی تھے، ظاہر میں روزگار کے کوئی اسباب نہ تھے، ہر صبح وشام تازہ رزق آتا اور لنگر کا کام چلتا کبھی دو وقت کا خرچہ ایک وقت میں جمع نہ ہوتا تھا۔

ایک دن کا واقعہ ہے روٹی پکانے والی نوکرانی نے عصر کے وقت آکے عرض کیا حضور! لنگر کے لیے کچھ عطا فرماویں، آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ دے گا تو دیں گے"، اسی طرح کئی بار اس نے آکر یہی کہا، آپ یہی فرماتے رہے کہ اللہ تعالیٰ دے گا تو ہم دیں گے، حتیٰ کہ عشاء کا وقت ہو گیا، لیکن آپ قطعاً پریشان نہ ہوئے کہ اتنے سارے افراد کے کھانے کا بندوبست کہاں سے ہو گا، آپ بالکل خوش اور ہشاش بشاش تھے طلباء کو نماز کیلئے اذان کا حکم دیا، طلباء نے عرض کی حضور! روٹی، فرمایا نماز پڑھ کر مل جائے گی، حالانکہ گھر میں کچھ

کچھ بھی نہیں تھا۔ حافظ محمود صاحب کا ہاتھ پکڑا اور بیت الخلاء
کی ضرورت کے لیے جنگل کیطرف چلے گئے۔ حافظ محمود صاحب
کو کچی سڑک پہ ٹھہرنے کو فرمایا اور فرمایا انتظار کرو کہ کون
آرہا ہے۔ جب آپ فارغ ہو کر آئے تو کسی شخص کے آنے کی
آہٹ محسوس ہوئی، فرمایا کون ہے! اُس شخص نے جواب
دیا کہ صوفی خدا بخش ہوں۔ فرمایا اس گدھا پہ کیا لدا ہے
عرض کیا لنگر کے لیے چاول ہیں۔ پوچھا یہ کیا ہے! عرض کیا
یہ گھی ہے فلاں شخص نے بھیجا ہے اور یہ چینی عطاء اللہ خواجہ نے
بھیجی ہے۔ حافظ محمود صاحب کو فرمایا جلدی سے محمد میاں گاذر
(جو کہ آپکا شاگرد تھا) کو بلاؤ اور زردہ پکوا لو۔ ساتھ ہی فرمایا کہ خدا
کیسا کریم ہے۔ پکانے والے کو بلایا گیا اور اسی وقت زردہ تیار
ہو گیا۔ جیسے آپ نے فرمایا تھا بعد از نماز کھانا مل جائے گا، عشاء
کی نماز کے بعد ہر ایک نے سیر ہو کر کھایا۔
ایک صبح کو راقم کتاب "ھدایہ" اُٹھا کر حضور کیخدمت میں
سبق پڑھنے کے لیے حاضر ہوا تو آپ کسی کی انتظار میں کھڑے
تھے، عرض کی حضور! کس کی انتظار ہے؟ فرمایا کل شتربان سے
لکڑی خریدی تھی، رقم کا آج کا وعدہ تھا اور وہ آگیا ہے

راقم نے عرض کی حضور! مجھے سبق پڑھائیں پیسے آجائیں گے، میں نے سبق شروع کیا ابھی ایک ہی سطر پڑھی تھی کہ پیسے آ گئے، شتربان کو بلا کر پیسے دے دیے، حتیٰ کہ ابھی سبق کا متن ختم نہیں ہوا تھا کہ لنگر کا تمام انتظام ہو گیا، عرض کیا حضور! پیسے آگئے ہیں! فرمایا "تو فقیر ہے!" عرض کی میرے اعلے ۔۔۔۔

مولوی گانمن نعت خواں حضرت صاحب کے خلیفہء خاص تھے سفر و حضر میں حضرت صاحب کے خدمت گذار تھے۔ تقریر کے بعد اپنے لیے اولاد نرینہ کی دعا کی درخواست کرتے رہتے تھے لیکن بیٹا نہ ہوا۔ ملتان سے (جو کہ آپ کا آخری سفر تھا) واپسی ہوئی۔ آپ بوجہ بیماری کمزور ہو چکے تھے، غازی گھاٹ مسجد میں نماز پڑھی، اسوقت حضور کو بہت گریہ ہوا، فرمایا "محمد اکرم، محمد اعظم کو پڑھا کر جاتے، مگر رحلت کا وقت آچکا ہے، اچھا، اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں، کرم ہو گا۔ مولوی گانمن بہت رویا، عرض کی حضور! میں بہت گنہگار ہوں میری بخشش کی دعا فرماویں اور حج کی منظوری بھی دلا دیں۔ فرمایا" گانمن! اولادِ نرینہ بھی ہو گی" میں نے عرض کی بس حج کرا دیں۔ فرمایا" اولادِ نرینہ ہو گی، لڑکے کا نام

گل محمد رکھنا اور وہ جبتک حج و زیارتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف نہ ہوگا دنیا سے نہیں جائے گا، نیز فرمایا اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اے گامن جہاں فقیر ہوگا تم بھی میرے ساتھ ہوگے۔

پیدا ہونے والا بچہ گل محمد جب شکمِ مادر میں آیا تو حضور نے (حالانکہ آپ کا وصال ہوچکا تھا) خواب میں فرمایا "گامن! گل محمد ماں کے پیٹ میں آگیا ہے۔ جب گل محمد کی ولادت کا وقت قریب آیا تو مولوی گامن کو خواب میں زیارت کرائی اور فرمایا "گامن! اٹھو گل محمد پیدا ہوچکا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مولوی گامن کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا، حضرت صاحب کی دعا کے نتیجے میں مولوی گامن صاحب کو ۱۹۷۹ء میں حج و زیارتِ محبوبِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی شرف حاصل ہوا۔

حضرت قبلہ مولانا محمد اکرم کے متعلق مجھے خواب میں فرمایا کہ ابھی چھوٹا ہے جب بڑا ہوگا تو میری طرح ہوگا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جیسے فرمایا ویسا ہوا۔ مولانا محمد اعظم صاحب بھی صاحبِ کرامات ہیں۔ اور سجادہ نشین سیدی غلام یٰسین

...احب تو اِن دونوں بھائیوں کے استاد و مربّی ہیں اور جو
کچھ فرماتے ہیں وہی ہو جاتا ہے
وہ زبان جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اُسکی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
راقم الحروف حضرت صاحب کی خدمت میں تعلیم حاصل
کرتا تھا، اسی دوران اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک لڑکا عطا فرمایا
جس کا نام عبدالصمد رکھا گیا، لیکن وہ کچھ دِن زندہ رہنے
کے بعد فوت ہو گیا۔ راقم مرشدی شاہجمالی کے ہمراہ استاذ العلماً
و خلیفہ شاہجمالی مولوی عبدالکریم صاحب (جو کہ چند دن پہلے حج
سے واپس آئے تھے) کی دعوت پہ گیا۔ مولانا عبدالکریم صاحب
نے تحفہ میں ایک رومال دیکھ کھجور حضرت صاحب کی خدمت
میں پیش کیا تو حضرت صاحب نے کھجور کا ایک دانہ پہلے راقم
کو دیا اور فرمایا " یہ تیرے لڑکے محمّد شریف (محمد منظور احمد)
کے لیے ہے اسکو پہلے دن گھٹی میں کھلانا۔ عرض کی حضور! میرا
لڑکا ؟ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ تمھیں لڑکا عطا فرمائے گا، اُس کا
نام محمّد شریف رکھنا۔ سیّدی قبلہ شہجمالی کریم رحمۃ
اللہ علیہ نے جس طرح فرمایا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے

ویسے ہوا۔ اور ۲ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ بروز سوموار
بوقتِ صبح صادق محمد منظور احمد کی پیدائش ہوئی، میں نے
کھجور کا وہی دانہ جو حضرت صاحب نے عطا کیا تھا اور فرمایا
تھا کہ یہ کھجور کا دانہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور احمد
کیلئے بھیجا ہے، محفوظ رکھا تھا۔ اسی وقت بطور گھٹی چبا کر
منہ میں دیا۔ جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے منظور احمد کو
منظورِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم و منظورِ عالم کر دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اُفتم بہ پائے خود کہ بکوئیت رسیدہ ام
نازم بآں زماں کہ بلطفم خریدہ

جب عزیزی و نور چشمی محمد منظور احمد چار سال چار ماہ
چار دن کے ہوئے حضرت صاحب کیخدمت میں لے گیا اور
سوموار کا دن تھا، مسجد میں بیٹھ کر حضرت نے قرآن مجید
شروع کرایا، اور سورتِ فاتحہ پڑھائی۔

ایک مرتبہ سات ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ حضرت خواجہ غلام فرید
رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے بعد حضرت صاحب میرے غریب خانہ
پہ تشریف لائے، اس دوران راقم مسجد فقیر والی میں پڑھتا
تھا، ساٹھ مسافر طلباء پڑھتے تھے، بحکم حضرت صاحب ایک

ہزار گیارہ مرتبہ ذکر "اللہ" کرتا تھا۔

میری والدہ صاحبہ لڑکے منظور احمد کو حضرت صاحب کی خدمت میں لے آئیں اور عرض کیا حضور! اس کیلئے دعا فرمائیں، پھر فقیر نے آپ کی خدمت عرض کیا حضور! منظور احمد کی بیعت کر لیں۔ فرمایا ابھی بچّہ ہے، فقیر نے عرض کیا حضور! کیا حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی کے آخری وقت میں لوگوں نے اپنے چھوٹے بچوں کو بیعت نہیں کرایا تھا! تو پھر حضرت صاحب نے کرم فرماتے ہوئے بیعت فرمائی اور فرمایا "بچے" کہو اللہ، تو عزیزی منظور احمد نے اُسی وقت اپنی دادی صاحبہ کے ہاتھوں میں رہتے ہوئے "اللہ" اللہ کہنا شروع کر دیا، پھر آپ نے منظور احمد کی پیشانی پہ بوسہ دیا اور فرمایا "باپ سے بڑا عالم ہوگا"۔

حضرت صاحب جب بھی کوئی پیشگوئی فرماتے فقیر اپنی برادری اور وابیوں میں اُسکا اظہار کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جو کچھ بھی میرے مُرشد فرماتے وہ ضرور ہوتا۔

ایک مرتبہ رات کو فقیر اپنے گھر سویا ہوا تھا کہ حضرت صاحب کی زیارت ہوئی، آپ نے ایک طالب علم کی دستار بندی کی

اور فرمایا " تو پڑھائے گا تو پڑھائے گا "، پھر میری طرف
متوجہ ہو کر فرمایا " تیرا لڑکا ولی اللہ ہے "۔ عرض کی " حضور نے
فرمایا تھا کہ بڑا عالم ہو گا " فرمایا " بڑا عالم بھی اور ولی اللہ
ہے۔ بفضلِ خدا بوسیلۂ مصطفےٰ دونوں چیزیں مکمل ہو گئیں

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

کئی علماء نے حضرت قبلہ خواجہ غلام یٰسین دامت برکاتہم
العالیہ سے خلافت مانگی ہے، مگر محمد منظور احمد کو سجادہ
نشین نے گھر آ کر خلافت سے نوازا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک
ایک سال کا واقعہ ہے کہ مرشدنا حضرت قبلہ شاہجمالی حاجی
پور شریف حضرت خواجہ نور محمد نارو والے کے عرس پہ گئے
تو حضرت سجادہ نشین میاں اللہ ڈیوایا سے حضرت قبلہ شاہجمالی
کی رہائش و کھانے کا انتظام نہ ہو سکا، رات کو میاں اللہ
ڈیوایا صاحب کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت
ہوئی، دیکھا کہ حضرت شاہجمالی سرکار کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں
حضور نے فرمایا " جن کے صدقہ میں تمہیں سب کچھ مل رہا ہے
ان سے بے پرواہی کی ہے "۔ میاں اللہ ڈیوایا نے عرض کی یا رسول اللہ

ان کے متعلق مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ یہ بدعتی ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو مولوی ان پہ اعتراض کرتے ہیں وہ انکے شاگردوں کے برابر بھی نہیں"۔ فقیر نے جب یہ واقعہ سنا تو دلمیں خیال گذرا کہ مولوی حبیب اللہ گمانوی جنکے پاس بہت سے طالب پڑھتے ہیں وہ تو ہم سے بڑا عالم ہے اس کے علاوہ عطاء اللہ جیسے اور بھی بڑے بڑے واعظ و عالم ہیں۔

ایک مرتبہ فقیر اوچ شریف جا رہا تھا، ایک وہابی نے مجھے دیکھ کر کہا" ہر ایک جو پڑھ جائے اُسے قاری نہیں کہتے، ہر ایک واعظ کو بخاری نہیں کہتے (عطاء اللہ شاہ بخاری کیطرف اشارہ تھا) رات کو دیکھا کہ دو جلسے ہو رہے ہیں، ایک میں عطاء اللہ (مذکور) ہے دوسرے میں مولانا محمد یار گڑھی والے ہیں وہابیوں کے جلسہ میں حبیب اللہ گمانوی بھی ہے، اور مولانا محمد یار صاحب کے جلسہ میں راقم الحروف بھی موجود ہے۔ پہلے مناظرانہ طور پہ اتراتے ہوئے کچھ شعر پڑھے جنکا مفہوم یہ تھا کہ محمد یار میرے سامنے نہیں بول سکتا جواباً مولانا محمد یار صاحب نے کچھ ایسے اشعار پڑھے جنکا آخری لفظ یہ تھا" اَنْتَ کَالْعَدَم" عطاء اللہ نے مولانا محمد یار صاحب کو بہت سے روپے بطور نذرانہ

پیش کیے، عطاء اللہ نے ایک اور سوال کیا، مولانا محمد یار صاحب نے اسکا جواب دیا تو دوبارہ عطاء اللہ نے نذرانہ پیش کیا، پھر تیسرا سوال کیا، مولانا محمد یار صاحب نے ایسا دندان شکن جواب دیا کہ عطاء اللہ نے کہا کہ اٹھو! بس شکست فاش ہو چکی ہے خوشی سے میری آنکھ کھل گئی، سردی کا موسم تھا، آنکھیں بند کر کے جاگ رہا تھا، اور وہ نقشہ آنکھوں کے سامنے تھا میں نے حبیب اللہ کو کہا کہ ہمارے مولانا صاحب نے کیسے جواب دیے ہیں! تو وہ شرمساری سے خاموش رہا، پھر مولانا محمد یار صاحب فریدی سے عرض کی حضور! اس نے کیا سوال کیا اور آپ نے کیا جواب دیا، مولانا نے مجھے وہی بیت سنائے، مگر فقیر کو بھول گئے، دوسری مرتبہ پوچھا، پھر آپ نے وہی بیت سنائے، مگر پھر بھول گئے۔ جب پوری بیداری ہوئی تو دل میں خیال کیا کہ حضرت مولانا محمد یار صاحب سے پوچھوں گا، مگر تقدیرِ الٰہی کہ ملاقات سے پہلے آپکا لاہور میں وصال ہوگیا۔

کچھ روز بعد مولانا محمد یار صاحب برادر مولانا محمد مراد صاحب مجھے کہتے ہیں کہ مولانا محمد یار صاحب کی صندوق

کو پکڑ کر جنوب کیطرف کرو، ہم نے صندوق کو پکڑا تو ہمارے ہاتھ میں صندوق نہ تھی بلکہ ہمارے ہاتھ میں حضرت صاحب کا جسم تھا، تو مولانا محمّد یار صاحب نے فرمایا کہ میں تو اپنے یار کے دیدار میں ہوں، خواہ مخواہ مجھے بے آرام کرتے ہو کچھ دن بعد سُنا کہ حضرت مولانا صاحب کو گڑھی بختیار خاں میں لے آئے ہیں اور وُہیں دفن کیا ہے، بلکہ اَب تیسری جگہ روضہ میں آرام فرما ہیں۔ آپ نے اپنے متعلق خود پیشگوئی فرمائی تھی۔ ؎

وہ خاکسار ہوں میں کہ برہم میرا مزار رہا
کہ خاک ہو کے بھی، ہر ذرّہ اشکبار رہا

ایک مرتبہ بروز جمعتہ المبارک مولوی حبیب اللہ وفقیر کے درمیان مولانا محمّد یار صاحب کے درج ذیل شعر پہ بحث ہوئی۔ ؎

بشر سڈیو تاں شر تھیسی!
تلوں دوزخ کوں دَر تھیسی!
اُتوں نازل قہر تھیسی!
توں پچیسیں نجدیا کے تئیں

حبیب اللہ نے کہا کہ حضور کو بشر نہ کہیں! فقیر نے کہا کہ ہمیں حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کی ظاہری بشریت کا انکار نہیں بیشک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ کی وہ پاک بشریت ہے، جسکا سایہ نہیں، البتہ حضور کو بشر کے لفظ سے پکارنا یا حضور کو صرف بشر کہنا جائز نہیں۔ حبیب اللہ گمانوی نے کہا "کیا حضور نے اپنے آپکو انما انا بشر نہیں کہا! تو میں نے جواب دیا کہ حضور کو بشر کے لفظ سے پکارنا اور صرف بشر کہنا بے ادبی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے "
لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضاً"
اور تفسیر جلالین میں بھی ہے " لَا تُنَادُوْہُ بِاِسْمِہٖ وَلَا بِکُنْیَتِہٖ"
یعنی یا محمد و یا ابا القاسم کہنا بھی منع ہے تو بشر کے لفظ سے پکارنا کیسے جائز ہو سکتا ہے، کہنے لگا کہ جلالین میں حاشیہ پہ عبارت نہیں ہے میں نے کہا اگر ہو تو ...! کہنے لگا کہ اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ تیرا باپ کون ہے! تو میں کہوں گا "غلام مصطفےٰ"، میں نے جواب دیا اگر مجھ سے کوئی پوچھے تم کس کی اُمت ہو تو کیا کہیں گے کہ بشر کی! تو وہ خاموش ہو گیا اتنے میں مولانا فقیر اللہ کو خبر لگی تو وہ آگئے اور حبیب اللہ کو

لے گئے اور فرمایا " محمد ظریف صحیح کہتا ہے کہ حضور کو نام و کنیت سے پکارنا ناجائز ہے "۔

مرشدی شاہجمالی کے وصال کے بعد مولوی حبیب اللہ گمانوی اپنے پیر بھائی نبی بخش خاں (جو کہ حسین علی واں بھچروی کا مرید ہے) کے گھر بستی مستوئیاں میں آیا اور محمد نواز ولد اللہ بخش خاں مستوئی کے ذریعہ مجھے حضرت صاحب کی تعزیت کیلئے بلوایا راقم جب اس کے پاس گیا تو اس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کیمتعلق بحث شروع کر دی۔ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جمیع احوال مخلوقات ابتدا سے انتہا تک مبدا، معاش، معاد کا علم عطا فرما دیا ہے، اس نے کہا یہ کہاں ہے میں نے کہا عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے تو کہنے لگا کیا آپ کے پاس یہ کتاب ہے؟ میں فوراً کتاب لایا اور حوالہ پیش کر دیا، لیکن وہ انکار کرتا رہا۔

تیسری مرتبہ بروز جمعۃ المبارک حبیب اللہ گمانوی کی جگہ پہ گیا، حبیب اللہ بستی گمانی میں جمعہ پڑھا کر واپس آیا، فقیر نے انکے مدرسہ والی مسجد میں ظہر کی نماز ادا کی، بعد از نماز مسجد کے شمالی کمرہ میں حبیب اللہ نے میرے ساتھ حضور

من بشرم نمے دانم آنچہ درپسِ دیوار است" میں نے کہا کہ شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، تو فوراً کہنے لگا " اگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہو کہ یہ حدیث صحیح ہے تو تم کو بریلویت چھوڑنا پڑے گی ۔ اگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہو کہ یہ حدیث صحیح نہیں تو بندہ دیوبندیت چھوڑ دے گا ۔ میں نے کہا لکھ دو تو حبیب اللہ گمانوی نے درج ذیل عبارت لکھ دی ۔ نقل مطابق اصل

"اگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس حدیث " لاعلم لی ما وراء الجدار کو کہا ہو کہ یہ حدیث صحیح نہیں ، اس سے حجّت لینا غلط ہے تو بندہ دیوبندیت سے بری ہو جائے گا " ۔ حبیب اللہ عفی عنہ

ہم دونوں نے ایک دوسرے کو تحریر دے دی ، پھر شیخ کی کتابیں دیکھی گئیں ، راقم نے مدارج النبوۃ صفحہ جلد میں درج ذیل عبارت دکھا دی ۔

در بعضے روایات آمدہ است کہ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من بشرم نمے دانم آنچہ درپسِ ایں دیوار است جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے ندارد و بہیچ روایت

بداں صحیح نشدہ"۔

میں نے کہا اب دیو بندیت چھوڑو اور سچے مسلمان ہو جاؤ،
حبیب اللہ محدث دہلوی کی تمام کتابیں دیکھتا رہا، لیکن کہیں اپنے
دعویٰ کا ثبوت نہ ڈھونڈ سکا۔ میں نے کہا اب توبہ کر دو
میں نے اُس کی تحریر اپنی جیب میں ڈال لی، میری تحریر
اُس نے نیچے پھینک دی جسکو میں نے نہ اُٹھایا، اُس کی تحریر
اب تک میرے پاس موجود ہے۔

مولوی حبیب اللہ گمانوی فقیر کا قریبی رشتہ دار تھا، کیونکہ
اُس کا والد حکیم مولوی غلام مصطفیٰ اور میرے والد مولوی الٰہی
بخش صاحب آپس میں خالہ زاد بھائی تھے، اور اس کا والد
مولوی غلام مصطفیٰ مرشدی شاہجمالی کا پیر بھائی تھا۔

اس شکست کھانے کے بعد کبھی حبیب اللہ مناظرہ کے لیے
میرے مقابل نہ آیا۔

مجھے وہ واقعہ یاد آیا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا تھا کہ
شاہجمالی کو بدعتی کہنے والے شاہجمالی کے شاگردوں کے برابر
بھی نہیں۔ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ سب کچھ مرشدی
شاہجمالی کا کرم ہے ورنہ اس فقیر کی کیا اوقات۔

ایک مرتبہ دورانِ تعلیم فقیر کے غریب خانہ پر حضور قبلہ شاہ جمالی تشریف لے آئے، تقریر کا پروگرام بھی تھا، حبیب اللہ کو خبر پہنچی تو وہ بھی بمع اپنی جماعت و طلباء کے آگیا، حضرت صاحب نے تقریر کے دوران فرمایا "قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ صُوْرَۃً ہے، جیساکہ قاضی عیاض نے شفا شریف میں فرمایا ہے تو فوراً حبیب اللہ بولا کہ دکھا دو، حضرت صاحب نے فرمایا میں شفا شریف ساتھ نہیں لایا، کتاب لے آئیں اور میں دکھا دوں گا، تو حبیب اللہ بولا "جھوٹ ہے"۔ نیز حضرت صاحب نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر منہی عنہ روزوں کے صوم الوصال کے روزے رکھے تھے، صحابہ کرام نے حضور کی طرح روزے شروع کر دیے کچھ دن بعد صحابہ کرام نڈھال ہو گئے حضور نے پوچھا یہ کیا وجہ ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا حضور! آپکی طرح ہم نے بھی صوم الوصال کے روزے شروع کر دیے ہم تو کمزور ہو گئے، تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِی" "تم میں سے کون میری مثل ہے؟"۔ حبیب اللہ اپنی ہٹ دھرمی پہ ڈٹا رہا، حضرت صاحب نے فرمایا اس کو حضور کی تعریف بیان کرنے سے چڑ لگتی ہے۔ راقم سجادہ صاحب

کے ساتھ اوچ شریف گیا ہوا تھا، جب مجھے خبر پہنچی تو فوراً حضرت صاحب کی خدمت میں حاضری دی، حالات سے آگاہی ہوئی حبیب اللہ کو کہا تمھیں شرم نہیں آتی کہ حضرت صاحب کے شاگردوں کا شاگرد ہو کر مقابلہ شروع کر رکھا ہے، جس پر حبیب اللہ نے اپنے ایک پٹھان طالب کو تقریر کیلئے کہا، اُس نے اسکو ہٹا دیا، پھر حبیب اللہ تقریر کیلئے چارپائی پہ خود چڑھ گیا، میرے پیر بھائی و چچازاد بھائی حاجی محمد حنیف اور غلام قادر نے اُسے زبردستی نیچے اُتار دیا اور خوب خدمت کی پھر حبیب اللہ اپنے گھر کو روانہ ہوگیا۔ حضرت صاحب کو دوبارہ چارپائی پہ بٹھایا گیا اور آپ نے تقریر شروع کی، اتنے میں حضرت مولانا استاذیم عبدالرحمن صاحب قادری کلک والے تشریف لائے تو دُور سے حضرت صاحب نے فرمایا شیطان بھاگا اور فرشتہ آیا۔

مولانا عبدالرحمن صاحب قادری، حافظ فتح محمد صاحب جلالپور پیروالے کے مرید اور خلیفہ تھے، متقی، پرہیزگار اور متوکل علی اللہ تھے، آپ کے وصال کے بعد فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آپ بعد نماز عصر مصلّٰی پر جلوہ افروز ہیں، آپ کا

چہرۂ انور سورج کیطرح چمک رہا تھا، راقم جا کر ملا تو آپ نے فرمایا "تمہارے پیر نے تمہارے ساتھ بیعت کی ہے اور تمہارے پیر صاحب ہمارے پاس آگئے ہیں، یا فرمایا آنے والے ہیں۔ بیداری ہوئی، تو بہت گھبرایا ہوا تھا، صبح کو حضرت صاحب کیخدمت میں حاضری کیلئے روانہ ہوا دو کر دن وہاں پہنچا تو پیر بھائی شفیع محمد سے معلوم ہوا کہ پورے شہر ڈیرہ غازیخاں میں یہ خبر مشہور ہو چکی ہے کہ حضرت صاحب کا وصال ہو چکا ہے، حالانکہ ظہر سے عشاء تک آپ پر ایسا استغراق ہوا کہ لوگوں نے کچھ کا کچھ سمجھ لیا۔

مولوی عطا محمد صاحب کے پاس تار بھیجی گئی، عطائی صاحب نے مع خواجہ نظام الدین صاحب کے، حضرت خواجہ محمود کی مزار پہ جا کر کچھ عمل کیا اور عطائی صاحب روتے رہے کہ ابھی تک بڑے صاحبزادے خواجہ غلام یٰسین کو مرید کیا ہے نہ خلافت بخشی ہے، لہٰذا کرم فرمائیں۔ یہ سب کچھ مجھے عطائی صاحب نے بتایا، واللہ اعلم بالصواب

میں نے شیخ محمد شریف سے پوچھا کہ حضرت صاحب اب کہاں ہیں تو انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب گھر آگئے ہیں، راقم نے

دستک دی، پردہ ہوا، جاکر حضرت صاحب کے قدموں میں گرا
حضرت صاحب فقیر کو گلے لگا کر رونے لگے، اور پیشانی پہ بوسہ
دیا۔ کچھ دن آپکی خدمت میں رہا۔ آپکی خدمت میں وہی خواب
سنایا جو کہ کچھ دن پہلے مولانا عبدالرحمن صاحب نے مجھے خواب
میں فرمایا تھا کہ تیرے پیر نے تیرے ساتھ بیعت کی "تو" اسکا کیا
مطلب؟ فرمایا " ایک وقت آئے گا کہ تمھیں صاحب مجاز کریں
گے، حالانکہ فقیر کا اسطرح کا کوئی خیال نہ تھا، کچھ دن آپ کی
خدمت میں رہا۔ ایک دن عرض کی حضور! بوقتِ آخر مجھے
نہ بھلانا، سر سے اشارہ کر کے فرمایا " ہاں "، پھر کچھ دن بعد
فقیر گھر چلا آیا۔

دورانِ تعلیم فقیر آپکی خدمت میں عریضہ پیش کرتا رہتا تھا
کہ مجھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس کی حاضری
نصیب ہو، تو آپ فرماتے تھے کہ تمھیں حج بھی نصیب ہوگا، اور
حاضری بھی نصیب ہوگی۔

ایک مرتبہ حضرت جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پہ حاضری
دی، آپ کیخدمت میں عرض کی، حضور! وظیفہ بتائیں کہ سرکار
دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو،، فرمایا

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ بُدھ، جمعرات اور جمعہ کی راتوں کو بعد نمازِ عشاء ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر سو جانا۔ فقیر نے بدھ و جمعرات کی راتوں کو اس وظیفہ پہ عمل کیا تو دوسری رات معلوم ہوا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سفید پردہ میں ملبوس ہیں اور سید محمد عالم شاہ صاحب (پیر مہر علی شاہ صاحب کے خلیفہ) قدموں میں گر رہے ہیں۔

دوسری مرتبہ ۲۷ رمضان المبارک کی رات قاضی عنایت اللہ صاحب احمد پوری کے ڈیرہ میں یہی وظیفہ پڑھا تو معلوم ہوا کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سوئے ہوئے ہیں تو بندہ قدم بوسی دے رہا ہے، حضور جاگے تو معلوم ہوا کہ مرشد کریم شاہ جمالی ہیں۔

پھر تیسری مرتبہ کرم ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا دیدار ہوا، سُرمگیں آنکھیں، زلف غول بطرف ایمن میری طرف دیکھ کر فرمایا "درُود شریف پڑھا کر"۔

پھر اشرف علی تھانوی کا ترجمہ پڑھا، جسمیں لکھا تھا کہ ہم نے تمھیں شعر کا علم نہیں دیا۔ دل میں خیال گذرا کہ یہ کیسا ترجمہ ہے، آخر الامر ایک رات سویا ہوا تھا، دیکھا محفلِ میلاد

منعقد تھی، مجلس کے اختتام پہ سلام پڑھا گیا، اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ ایک شعر کے آخری مصرع کی اصلاح فرما رہے ہیں۔ شعر یہ تھا

بس یا رسول اللہ آپ کا کرم چاہیے
نہ زر چاہیے نہ جاہ و حشم چاہیے

عرض کی یا رسولَ اللہ آپکو شعر کا علم ہے تو اصلاح فرما رہے ہیں، تو فرمایا "جیا جیا"۔

پہلے بھی یقین تھا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام علوم الاوّلین والاٰخرین عطا فرمایا ہے کیونکہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن، اور قرآن میں تمام علوم ہیں۔ اس کے بعد زیادہ یقین ہوا۔ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ کا مطلب وہی ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اپنے ترجمہ میں لکھا ہے۔

واقعہ وفات مُرشدنا شاہجمالیؒ

ایک دِن راقم اوچشریف کی بازار میں جا رہا تھا کہ سیّد غلام نازک صاحب فریدی خلیفہ دَربار سیّد جلال الدّین سرخ پوش رحمۃ اللہ علیہ مجھے ملے، فرمایا "تجھے حضرت شاہجمالی تمھارے پیر بُلا رہے ہیں، اور فوراً جاؤ۔ میں نے کہا تمھیں کیسے معلوم ہوا، سید غلام نازک نے فرمایا "بس تم جلدی جاؤ، راقم فوراً سندیلہ شریف چلا گیا، وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ حضرت صاحب نے مرشد نا خواجہ غلام لیٰسین صاحب کو بیعت فرمایا ہے، خلافت سے نوازا ہے اور علومِ ظاہری و باطنی سے سرفراز فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے بحکم خدا تم پیر ہو، جاؤ لوگوں کو مُرید کرو اور ھدایت پہ لے آؤ۔ تو حضرت سجّادہ صاحب بحکم والد بزرگوار و مُرشدِ خود دعو تو نج گئے اور لوگوں کو مُرید کیا، بعدہ واپس گھر تشریف لے آئے۔

راقم نے علیحدگی میں سجّادہ نشین سے پوچھا کہ حضرت صاحب

نے کوئی وصیت بھی فرمائی ہے؟ تو فرمایا کہ آپ نے بطور وصیت فرمایا ہے کہ "میرے مریدوں اور مہمانوں کا خاص خیال رکھنا"۔

الحمد للہ سجادہ صاحب اپنے مریدوں اور مہمانوں کی نگہبانی فرما رہے ہیں اور وسیع تر لنگر ہر وقت موجود ہے فقیر وہاں حضرت صاحب کی خدمت میں رہنے لگا، حضرت صاحب کو ہر نماز کیلئے اٹھا کر مسجد میں لے آتے پھر نماز کے بعد اٹھا کرلے جاتے، چونکہ چھ ماہ سے چائے کے علاوہ باقی ہر قسم کی غذا بند تھی جب راقم جام پور حکیم کے پاس گیا تو حکیم نے کہا کہ حضرت کا وصال تو پہلے سے ہو چکا ہے، روحانی طاقت ہے کہ اب تک زندہ موجود ہیں۔ ایک ہفتہ کے بعد راقم نے عرض کی حضور! مجھے اجازت ہے؟ فرمایا "اب نہ جاؤ میرا وصال ہونے والا ہے مولوی نبی بخش (رفیق مولوی عبد الغفور لیہ والے) کو بہت یاد فرمایا

ایک دن مولوی نبی بخش صاحب (جو پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے مرید ہیں) نے کہا کہ یہ مثال سچی ہے "کس کی بکری اور کون ڈالے چارہ"۔ مرشدی شاہ جمالی کریم نے فرمایا نبی بخش! تم مجھے ایسا کہتے ہو، ان شاء اللہ فقیر نے جس کو

محبت کی نظر سے دیکھا ہے اسکی بھی سفارش فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخشوائیں گے۔

راقم کے دلمیں خیال آیا کہ حضرت صاحب سے پوچھوں کہ آپ کے کون کون سے خلفاء ہیں جنکو مُرید کرنے کا حکم فرمایا ہے، کیونکہ حضرت صاحب کے وصال سے کچھ دن پہلے مولانا عطا محمد صاحب نے مشہور کر دیا تھا کہ حضرت صاحب نے مجھے خلافت بخشی ہے، مولوی غلام یٰسین صاحب تو حضرت صاحب کے پاس اٹھتے بیٹھتے ہی نہیں، سارے خدمات میں بجالاتا ہوں، حالانکہ حضرت صاحب نے خواجہ غلام یٰسین صاحب کو اس سے پہلے خلافت سے سرفراز فرما دیا تھا۔ مولانا عطا محمد صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت نے مجھے خلافت بخشی ہے۔ اس لیے راقم نے حضور سے پوچھا (جبکہ آپ مسجد میں لیٹے ہوئے تھے) حضور! آپ کے کون کون سے خلیفہ ہیں؟ فرمایا "جو ہیں ظاہر ہو جائیں گے"۔ راقم نے عرض کی "مولانا غلام جہانیاں صاحب کو خلافت عطا فرمائی ہے؟ فرمایا" انکو اپنے مرشد سے بھی اجازت ہے، اور میں نے بھی اجازت دی ہے۔ عرض کی حضور! مولانا عطا

محمد صاحب کو خلافت عطا فرمائی ہے؟ تو آپ نے انکار فرمایا۔ فقیر نے مولانا استاذیم عطا محمد صاحب سے عرض کی کہ حضور! آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت نے مجھے خلافت عطا فرمائی ہے، لیکن میں نے خود حضرت صاحب سے پوچھا ہے، انہوں نے آپ کے متعلق انکار فرمایا ہے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ مولانا عطا محمد صاحب چاہتے تھے کہ میں سجّادہ نشین بن جاؤں اور ہر قسم کا معاملہ میرے ساتھ رہے اسی وجہ سے فقیر کے دل میں مولانا عطا محمد صاحب کے ساتھ جو اعتقاد تھا، وہ ختم ہوگیا۔

نیز فقیر نے عرض کیا کہ حضور! آپ نے فقیر کے متعلق فرمایا تھا کہ "تو صاحبِ مجاز ہوگا" تو کب مہربانی ہوگی فرمایا" ابھی دیر ہے، بعد میں کر دوں گا"۔ فقیر حضرت کے وصال سے پندرہ دن پہلے آپ کی خدمت میں پہنچ گیا تھا۔ انہیں دنوں مولانا گل محمد صاحب اپنے استاد والے بھائی کی خدمت میں آئے اور نیاز مندی وانکساری سے پیش آئے اور عرض کی کہ حضور مجھ پر کرم فرمائیں، حضرت صاحب نے مہربانی فرماتے ہوئے خلعتِ خلافت سے نوازا، اور

اپنے مرشد کریم کے ایماء پر اپنی لڑکی شیخ محمد بخش صاحب گولے واہ والے کے نکاح میں دے دی ۔ اسوقت شیخ صاحب موصوف بمع اہل و عیال بستی بڈھن میں مقیم ہیں اور سابقہ حالت سے بھی زیادہ خوش حال ہیں ۔

حضرت مولانا گل محمد صاحب وَلی کامل تھے ، بہت سے لوگوں کو سلسلۂ شہجمالیہ میں مُرید فرمایا ہے ۔ اب آپ کا وصال ہو چکا ہے ، ہر سال عرس ہوتا ہے ۔ مرشدی شاہجمالی کے چھوٹے صاحبزادے مولانا حاجی محمد اعظم صاحب چشتی غوثوی جو کہ صاحبِ وَجد و حال اور ذوالحسن والجمال ہیں سجّادہ نشین ہیں ، جامع مسجد تعمیر کرائی ہے جس میں آپ خطیب و مدرّس ہیں ، بہترین مقرّر ، وَلیِ کامل و صاحبِ کرامات ہیں ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔

الحاج مولانا غلام حیدر صاحب بھابھڑا ، مرید سیّد السادات حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی و شاگرد مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی ثم بہاد یپوری سے حرام مکۃ المکرمہ میں کعبۃ اللہ کے سامنے راقم کی مُلاقات ہوئی راقم نے اُن سے پوچھا کہ حضرت غوث الاعظم سید مہر علی شاہ

صاحب کا اکابرِ دیوبند کی عبارات کے بارے میں کیا خیال تھا! تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے استاد مکرم حضرت مولانا غلام محمد صاحب سے پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے اعلیٰحضرت گولڑوی نے پوچھا کہ غلام محمد! لوگوں میں مشہور ہے کہ دیوبندیوں کی کتابیں گستاخیوں سے بھری پڑی ہیں، کیا یہ بات صحیح ہے! تو جواباً میں نے عرض کی حضور! واقعی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، جنکے متعلق فاضلِ بریلوی اعلیٰحضرت اور علمائے حرمین نے کفر کا فتویٰ دیا ہے یہ صحیح ہے اور واقعی یہ توہین آمیز عبارتیں ہیں۔ تو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے فرمایا پھر تو واقعی ایسی باتیں کفریہ ہیں اور فتاویٰ صحیح ہیں۔

نیز مولانا غلام حیدر صاحب نے حضرت خواجہ محی الدین بابو جی سے پوچھا کہ آپ حرمین شریفین میں اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے؟ تو فرمایا "کہ ہم وہاں علیحدہ اپنی جماعت کراتے تھے اگر کبھی اُن کے پیچھے پڑھ بھی لیتے تو بعد میں اعادہ کرتے۔ یہی کچھ مولانا غلام حیدر صاحب نے کعبۃ اللہ کے سامنے حلفاً بیان کیا۔

فقیر کو تین چار مرتبہ حج کے موقع پر حضرت بابوجی کی صحبت نصیب ہوئی، آپ مسجد نبوی شریف میں علیحدہ جماعت کراتے تھے، فقیر بھی آپکی اقتدا میں نماز پڑھتا تھا مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے بغیر ساز کے محبوب قوّال قوّالی کرتا تھا۔ فقیر بھی ان کے ساتھ ہوتا، بہت سوز و گداز حاصل ہوتا۔

مشرّف گرچہ شد جامی ز لطفش
خدایا ایں کرم بارِ دِگر کُن

فقیر بھی امام الحرمین وہابیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تھا، اپنی علیحدہ جماعت کراتے اگر کبھی ان کے پیچھے پڑھ بھی لیتا تو پھر اعادہ کر لیتا۔

وصالِ شاہ جیمحاکی رحمۃ اللہ علیہ

۸ رجب المرجب ۱۳۶۴ھ بروز منگل بوقتِ اشراق ۳۷ سال سات ماہ ۲۳ دن (یا کچھ کم) کی عمر میں قطب الاقطاب، غوث الاغواث، مظہر فیضِ والکمال، مطلع الخلق والجمال

صاحب الوصل والوصال، منبع الوجد والحال حضور پُرنور فیض عالم، سیّدی و مرشدی قبلہ فیض محمّد شاہجمالی رحمۃ اللہ علیہ نے سفرِ آخرت اختیار فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

چنانچہ سالِ تولید شریف حضرت ایشاں ازیں رباعی عیاں و پیدا است:۔

از پاک بطن آمد پُور
بر لوحِ ہستی کرد ظہور
فرزند اسعد نور النور
لِعِ فیض محرّم ۱۲۹۰ مشہور

سالِ وصالش ازیں رباعی برخواں:۔

فیضِ محمّد است فیضِ عمیم — ہادیٔ خَلق برہِ مستقیم
گفت محمدی سالِ وصالش — ھو یکفی رِضوانٌ وَّ نَعیم ۱۳۶۴

حضرت مرشدنا شاہجمالی کے وصال کے بعد مولانا عطا محمّد صاحب حسبِ منشائے مصلّٰی، درس و لنگر کے مالک بن گئے۔ سجّادہ نشین خواجہ غلام یٰسین صاحب حِلم و حوصلہ کے ساتھ خاموش رہے، ادھر مولانا فتح محمّد صاحب سجّادہ

صاحب کے چچا و خسر اور مولانا عطا محمد صاحب کے برادر عینی جانتے تھے کہ اس جگہ لنگر کے ہم مالک ہیں۔ سجادہ صاحب کو بغیر تحمل و خاموشی کے کوئی راستہ نہ تھا۔ آخر کار سجادہ صاحب کا پیارا دوست محمد بخش سندیلہ برادر حافظ محمود صاحب کو خواب میں حضور قبلہ شاہجمالی نے زیارت سے سرفراز فرمایا، آپ نے پوچھا کہ غلام یٰسین کا کیا حال ہے! عرض کی حضور! اُنکے دونوں چچا اُنکی مخالفت کر رہے ہیں، نہ انکو نماز پڑھانے دیتے ہیں اور نہ ہی لنگر چلانے دیتے ہیں، تو حضور مرشدی شاہجمالی نے فرمایا" پھر یہاں سے دونوں چلے جائیں۔ صبح کو دونوں بھائیوں کے درمیان اختلافِ رائے ہو گیا جسکے نتیجہ میں ایک جام پور اور دوسرے ضلع ملتان چلے گئے اور تمام معاملات قبلہ سجادہ نشین کے زیرِ تصرف آ گئے، اس معاملہ میں مولانا عبد الغفور صاحب کا بہت تعاون ہے، تمام پیر بھائیوں نے متفق ہو کر حضرت سجادہ صاحب کے ساتھ عقیدت کا پورا پورا ثبوت دیا۔ پھر حضور قبلہ شاہجمالی کریم کا روضہ مبارک بھی تعمیر ہو گیا۔ ہر سال آٹھ رجب کو حضور کا پورے عقیدت و

احترام کے ساتھ منایا جاتا ہے جسمیں ہزاروں شریک ہو کر فیضیاب ہوتے ہیں۔ عرس مبارک کے علاوہ بھی ہر وقت وسیع تر لنگر چلتا رہتا ہے۔

یا ربّ آباد رہے گلستانِ شاہجمالی۔

شعر گوئی

مرشدنا فیض محمّد شاہجمالی جب شاہجمال میں سکونت پذیر تھے تو آپ نے بہت سی نعتیں اور سوز و گداز پیدا کرنے والی کافیاں عربی، فارسی، اُردو و سرائیکی میں تصنیف فرمائیں۔ جسکا ایک اچھا خاصا دیوان تیار ہو گیا مگر ایک طالب وہ سرمایہ لے گیا جو کہ واپس نہ ہو سکا، راقم نے عرض کی حضور! اب کیوں نہیں تصنیف فرماتے! فرمایا کہ مجھے نماز میں وہ ابیات و نعتیں خیال میں آجاتیں تو ربّ کریم کی جناب میں عرض کی" یا الٰہی! یہ چیزیں اللہ تعالےٰ کی غیر ہیں یہ خیالات میرے خیالات سے دُور ہو جائیں اُس دن سے پھر کوئی غزل نہ تصنیف ہو سکی۔ حضور کی

سابقہ تصنیف شدہ نعتوں میں سے صرف دو نعتیں حاصل ہو سکیں۔

نعت شریف ۱

اُٹھی بادِ صبا دیر نہ لا
ونج مُلک عرب دو بہرِ خدا

آکھیں سوہنڑیں عربی ساڈوں کوں، محبوب خدا من بھانوڑ کوں
کر دتیاری ہند سُہانوڑ کوں، دِل دَرد دوں کڈھدی ٹھڈڑے ساہ

آؤ آن سُہاؤ مُلک عجم، روندے عاشق عجمی دل پُر غم
کڈیں اِسم عربی کر کے کرم، شالا جیندیں تھیوِم آن لقا

لہاؤ بَر دِیمانی منہ توں سجن، ونجن درد کشالے رنج و محن
کرو نظر مہر دی شاہِ زمن، توں شاہِ جہاں میں تیرا گدا

کڈھے رو رو دھاہیں دل پُر غم، کڈاں آسو سوہنڑاں میرے انگن
چائے پردہ مکھ توں میرے موہن
دلدادہ آکھے آن سُہا

نعت شریف ۲

اے سرورِ دو عالم را ہم بخود نما
قد ھمت فی فراقک یا سید الوریٰ
نورت محیط عالم کالشمس فی الضحیٰ
من وجہک المنیر فقد زین السماء

اے قافۂ حال تو شد حل مشکلات
نیل المنیٰ بجودک یا مظہر العطا
از تست جد امجد شد مخلص از عتاب
نار الخلیل زاھرۃً منک شافعاً

آدم بذاتِ پاک تو آمد وسیلہ جو
سبحان من اعزک یا صاحب البہا
بہرۂ جودت گیرندہ شد دو عالم
شمس الضحیٰ منوّرۃ منک فی السماء

دلدادۂ نیم بسمل چشمت ز اول است
یحییہ نور وجہک بالنطق و اللقا

چھٹے بیت کا پہلا مصرع راقم نے لکھا ہے، کیونکہ جس کاپی سے
راقم نے یہ نعت حضرت صاحب کے سامنے لکھی تھی یہ جگہ
دیمک خوردہ تھی۔ حضرت صاحب سے عرض کی حضور! پہلا
مصرع نہیں ہے، لکھ دیں۔ فرمایا" اس وقت توجّہ نہیں ہے
فقیر خاموش ہو گیا۔ پس فقیر نے یہ مصرع اپنی طرف سے لکھا
ہے، لہٰذا راقم نے آگاہ کر دیا ہے، اگر کسی صاحب کو حضرت
صاحب کا یہ مصرع ملے تو اسی جگہ لکھ دے۔

حضور قبلہ شاہجمالی بہت اعلیٰ درجہ کے فقیہ بھی تھے، بہت
سے لوگ آپ سے فتوے لکھوا جاتے، مگر دیہاتی ماحول ہونے
کی وجہ سے کسی طالب علم یا مرید کو اس طرف توجّہ نہ ہوئی کہ
ان فتووں کو جمع کرتا۔ فقیر کو صرف دو فتوے مل سکے جو کہ
قارئین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں۔

گشتہ بغم محزون دلدادہ شہجمالیؒ
باشد کہ شاہسوارے گذر بکند بدارم

فتویٰ ۱۰

سوال :- چہ فرمایند علمائے دین بعض اللہ وجوھھم یوم الدین که جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشراند یا نہ، اگر بشراند ظاہراً و باطناً مثل باقی افراد بشر یا بصورت بشراند و حقیقۃً نوراند، اگر کسے شخص حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم را بگوید که او را فقط لفظ بشر گفتن جائز است او را شرعاً اینکه لفظ موہم توہین است مرتکب قول حرام بلکہ کافر گفتہ شود یا نہ؟

جواب :- العلم عند من عندہ علم الکتاب، جناب حبیبِ خدا بصورت بشراند و ظاہراً فرزندِ آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام اند و بحقیقت اَب آدم علیہ السلام اند، اگر کسے حضورِ پُرنور را لفظ بشر گفتن جائز داند مرتکب فعل حرام است بلکہ باعثِ ایہام توہین کافر گفتن جائز است۔ لھٰذا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم را ظاہراً البشر و فرزندِ آدم و حقیقۃً اَب آدم علیہ السلام گفتن ضروری است، ھذا عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ وما عداہ

عبدہٗ فیض محمد شاہجمالی بقلم خود

جواب صحیح — الجواب صحیح — المجیب المصیب

امام بخش فریدی ۔ — المستدعی فضل حق عفی عنہ چشتی سلیمانی

ھذا ھوالجواب السدید ماینکرہ الا اللئیم العنید

صوفی محمد بخش اویسی عفی عنہ ۔ انتہیٰ بلفظہٖ

مذکورہ اشتہار محمدی پریس ڈیرہ غازیخان میں چھپا ۔

فتویٰ ۲

استفتاء :۔ کیا فرماتے ھیں علمار کرام امور حسب ذیل میں ۱ ۔ رافضی شیعہ منکر خلافت ابوبکر و عثمان رضی اللہ عنہم یہاں تک کہ اذان میں ان حضرات کی خلافت کے انکار کے لفظ بڑھا دے ۔

۲ ۔ حضرت ابوبکر وغیرہ رضی اللہ عنہم کی صحبت کا بلکہ ان کے ایمان انکار کرنے والا ۔

۳ ۔ سبّ و شتم حضرات مذکورین حلال بلکہ عبادت سمجھنے والا ۔

۴ ۔ حضرت بی بی عائشہ صدّیقہ کی تحقیر و قذف کرنے والا ۔

۵. قرآن مجید کو ناقص محرّف سمجھنے والا۔ مسلمان ہے یا
کافر مرتد، ایسے شیعہ کی ذبیحہ حلال ہے یا حرام! ایسے شیعہ
کا نکاح رہتا ہے یا نہ!

الجواب: شیعہ مذکور کافر مرتد ہے، مرتد کی ذبیحہ
حرام ہے، شیعہ مذکور کا نکاح نہیں رہتا۔

(جواب میں ایک آیت چار احادیث اور اٹھارہ کتب معتبرہ
سے منقول عبارات بوجہ اطناب ترک کر دیا)

حرّرہٗ المستدعی فضل حق عفی عنہ

الجواب صحیح جزا المجیب المجیب
فیض محمد شاہجمالی بقلم خود

اس کے علاوہ سولہ علماء اہل سنت و دیوبند کی تصادیق ہیں

حضور شاہجمالی کی خدمت میں ایک ظالم شیعہ کا مہمان ہونا

غلام حیدر زمیندار اور سردار شیعہ چوٹی زیریں کے پاس

رہنے والا بہت ظالم و متعصب شیعہ تھا، بہت سے افراد کو قتل کرا چکا تھا، لوگوں کو زندہ جلوا دیتا تھا، اس نے ٹھیڑی کے رہنے والے مشہور چور گلو بڑانی کو کہا کہ مولانا فیض محمد صاحب شاہجمالی لوگوں کو شیعہ مسلک سے تبدیل کر کے مسلکِ اہلسنّت و جماعت کیطرف مائل کر رہے ہیں، لہٰذا انکو قتل کردو، ایک مرتبہ چانڈیہ قوم والے اس کے اونٹ چوری کر کے دریائے سندھ کے کنارے لے آئے۔ غلام حیدر شیعہ پچاس یا ساٹھ گھوڑیوں پہ سوار اکٹھے کر کے اونٹ بر آمد کرنے کیلئے نکلا، گلو چور کو کہا کہ سنا ہے کہ شاہجمالی صاحب بڑے سخی ہیں، وہاں جا کے دیکھتے ہیں۔

ادھر حضورِ قبلہ شاہجمالی کریم نے خدا بخش ولد احمد درکھان کو حکم دیا کہ گھوڑیوں پہ سوار مہمان آ رہے ہیں، انکی گھوڑیوں کو باندھنے کیلئے کیل لگاؤ۔ (جتنی گھوڑیاں تھیں اتنی ہی کیل لگائے گئے) گندم کی بوری منگوائی اور ایک بکری ذبح کر کے روٹی کا انتظام کر لیا۔ فرمایا کہ مہمان آئیں گے۔

شام کو وہی آپ کا مخالف ظالم شیعہ مع پچاس، ساٹھ سواروں کے آگیا۔ آپ نے فرمایا گھوڑیوں کو کیلوں

پہ باندھ دیں، اور تو بروں میں دلنے ڈلوا دیے، اور کھانا جو کہ پہلے سے تیار تھا، تمام مہمانوں کو پیش کر دیا گیا۔ تمام لوگ دیکھ کے حیران ہو گئے کہ مہمانوں کی آمد کی کوئی اطلاع نہیں تھی۔

پھر کیا ہوا کہ گلو چور کے دل کی دنیا بدل گئی، آپ کا مرید ہو گیا، تقریباً ایک ایکڑ زمین لنگر کیلئے وقف کر دی اور چوری سے ہمیشہ کیلئے توبہ کر لی۔

ایک مرتبہ نماز سے فارغ ہوتے ہی فرمایا:۔

ہر صورت وچ دل کھڑدے ہو

پھر لیس کمثلہ شئی دسدے ہو

روتے رہے، وجد فرماتے رہے اور بار بار یہی شعر پڑھتے رہے۔

مولوی گامن صاحب فرماتے ہیں کہ مولوی احمد بخش صاحب سکنہ ایکڑاں والے فوت ہو گئے، تو حضرت قبلہ شاہجمالی انکا جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لے گئے، لیکن ایک دیوبندی نے جنازہ پڑھا دیا، تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ وہابی کی امامت سے نماز جنازہ نہیں ہوا

لہذا ہم دوبارہ جنازہ پڑھتے ہیں، تو آپ نے دوبارہ جنازہ پڑھایا اور سب لوگوں نے آپ کی اقتدا میں دوبارہ جنازہ ادا کیا۔

جنّت کی ٹکٹ

ایک مرتبہ راقم نے اپنے مرشد کریم حضرت قبلہ فیض عالم شاہ جمالی کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و سیدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کس طرح ہوئی؟

فرمایا "کہ ایک مرتبہ فقیر نے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنّت کی ٹکٹ مانگی تو سید عالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر صدّیق سے مُہر تصدیق لگوا کر آئیں، تو فقیر سیدنا ابوبکر صدیق سے مہر تصدیق لگوا کر سرکارِ مدینہ کی خدمت حاضر ہوا، تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے جنّت کی ٹکٹ عطا فرمائی۔

خُلفاء و تلامذہ

حضور قبلہ مرشدنا شاہجمالی کے ہزاروں شاگرد اور سینکڑوں خلفاء ہیں، آپ کے شاگردوں کے شاگرد بھی بڑے صاحبِ کمال اور وقت کے قطب ہیں، جن میں سے حضرت مولانا سردار احمد صاحب محدّثِ اعظم اور حضرت مولانا خواجہ قمر الدّین صاحب سیالوی جو کہ مولانا معین الدّین صاحب کے شاگرد ہیں، اور مولانا معین الدّین صاحب اجمیری حضرت صاحب کے شاگرد ہیں۔

حضور والا کے خلفاء میں سے چند خلفاء کے نام درج کیے جاتے ہیں، جو کہ صاحبِ کمال و وَجد و حال ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا گل محمّد صاحب، برادر حضرت صاحب سکنہ بستی بڈھن شریف۔

۲۔ حضرت مولانا کرم دین صاحب، سکنہ پاک پتن شریف

۳۔ حضرت مولانا سید کرم دین شاہ صاحب، سکنہ کوٹ اڈو

۴۔ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب، سکنہ وَہوا

۵ - حضرت مولانا عبدالکریم صاحب اُستاذ مکرم حضرت مولانا خورشید احمد صاحب، سکنہ امین آباد

۶ - حضرت مولانا عبدالسبحان صاحب، سکنہ مکھن بیلہ

۷ - حضرت مولانا الٰہی بخش صاحب، سکنہ مہندے والا

۸ - حضرت مولانا سید کمال الدین شاہ صاحب، سکنہ گندی کھاکھی

۹ - حضرت مولانا حافظ شاکر محمد صاحب، جلالپور پیروالا

۱۰ -

شاگرد

۱ - حضرت مولانا عطا محمد صاحب، برادر حضرت صاحب

۲ - حضرت مولانا فتح محمد صاحب، " "

۳ - حضرت مولانا غلام مصطفٰے صاحب، سکنہ کوئٹہ

۴ - حضرت مولانا خورشید احمد صاحب، سکنہ ظاہر پیر

۵ - حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب، سکنہ گنڈے والا

۶ - حضرت مولانا غلام محمد صاحب، سکنہ پپلی والا

۷ - حضرت مولانا غلام رسول صاحب محدث، سکنہ مظفرگڑھ

۸۔ حضرت مولانا سید دین محمد شاہ صاحب، مفتی، مظفر گڑھ
۹۔ حضرت مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی، بہاولپور
۱۰۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب والد علامہ ارشد، ،،
۱۱۔ حضرت مولانا غلام جہانیاں صاحب، ڈیرہ غازیخاں
۱۲۔ حضرت مولانا فضل حق صاحب، داماد حضرت صاحب
۱۳۔ حضرت مولانا غلام عیسیٰ صاحب، سکنہ نور والا
۱۴۔ حضرت مولانا احمد بخش صاحب، سکنہ مظفر گڑھ
۱۵۔ حضرت مولانا غلام حسین صاحب، سکنہ شجاع آباد

اساتذہؒ

آپ کے اساتذہ چار ہیں۔
۱۔ آپ کے والد حضرت مولانا خواجہ نور الدین صاحب
۲۔ حضرت مولانا نصیر بخش صاحب جو کہ حضرت خواجہ خدا بخش صاحب محبوب الٰہی (کوٹ مٹھن شریف) کے شاگرد و مُرید تھے۔
۳۔ حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب۔ ۴۔ حضرت مولانا

حافظ سیلواں والے۔

ابتدائی کتابیں آپ نے اپنے والد کریم کے پاس پڑھیں مولانا خلیل الرحمٰن کے پاس معقول، اور احادیث کی کچھ کتابیں حافظ سیلواں والے کے پاس پڑھیں، باقی احادیث وتفاسیر کی تمام کتابیں حضرت مولانا نصیر بخش صاحب کے پاس پڑھیں۔

وظیفہ برائے مغفرت

ایک مرتبہ محمد بخش سکنہ شورہ کی دعوت پہ حضور قبلہ شاہ جمالی کریم تشریف لے گئے، مولانا محمد بخش نے کئی مرتبہ آپ سے گناہوں کی مغفرت کیلئے وظیفہ پوچھا، لیکن آپ خاموش رہے حتیٰ کہ تہجد کا وقت ہوگیا، جب اُس نے اصرار کیا تو فرمایا "جا تہجد پڑھ"، ایک دوگانہ ادا کیا تو بیداری کی حالت میں ایک سفید ریش بزرگ آئے اور فرمایا" بعد از ادائے تہجد سر سجدہ میں رکھ کر پانچ مرتبہ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ، اس کے

کے بعد قعدہ کی حالت میں آیۃ الکرسی خالدون تک پڑھے پھر دوسری بار سر سجدہ میں رکھکر پانچ مرتبہ سبُوحٌ قدوسٌ پڑھے، سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیرے، اللہ تعالیٰ اسکو بھی بخش دے گا اور اسکے متعلقین کو بھی بخش دے گا۔

ہر مقام پہ شاہ جمالیؒ

حکیم نور محمد سکنہ غازی گھاٹ کو زنا کی عادت تھی، جب شاہ جمالی کریم کا مرید ہوا، تو عرض کی حضور! مجھے اس جُرم سے بچائیے۔ فرمایا "فقیر ضامن ہے"، جب خلوت میں گیا تو حضرت صاحب سامنے آگئے، فرمایا "شرم کر۔ واپس چلا آیا، دوسری مرتبہ قریب گیا تو پھر حضرت صاحب سامنے آگئے، فرمایا "ہٹ جا"، پھر تیسری مرتبہ عورت کے قریب جانے لگا تو حضرت صاحب پھر سامنے آگئے اور ایسی تھپڑ ماری کہ ہمیشہ کیلئے اس گناہ سے بچ گیا۔ نور محمد ولد حافظ احمد یار سکنہ مانہ نے خود حکیم صاحب سے سُنا تھا۔

چاہک حُسَینیہ

ایک مرتبہ ڈیرہ غازیخان میں پانی کی قلت ہو گئی
لوگوں نے مِل جُل کر ایک چاہک تیّار کی جسکا نام "چاہک
حُسینیہ رکھا گیا۔ جس پر مولوی فضلِ حق (شاگرد شاہجمالی) نے
فتویٰ دیا کہ اس چاہک سے پانی پینا حرام ہے۔ پھر لوگوں نے
حضرت قبلہ شاہجمالی کو دعوت دی، آپ ڈیرہ غازی خاں
تشریف لے گئے، اس چاہک کا پانی پیا اور فرمایا" جو
شخص اس چاہک کا پانی پیئے گا، اُس کے بدن سے
بیماری چلی جائے گی اور جسم کے پھوڑے بھی ختم ہو جائیں
گے۔ جب لوگوں کو خبر پہنچی تو ہر طرف سے لوگ آنے لگے
جو بیمار بھی اس چاہک کا پانی پیتا، بیماری سے شفا حاصل
کرتا۔ اب تک ڈیرہ غازیخاں میں حضرت صاحب کی
کرامت سے اس چاہک میں یہ برکت موجود ہے۔ یہ
چاہک نصر اللہ گشکوری کے گھر کے قریب ہے۔

جہاز کو ڈوبنے سے بچایا

کرامت سجادہ صاحب

ایک مرتبہ فقیر مع اپنے اہلِ خانہ بذریعہ بحری جہاز سفرِ حجاز سے مشرّف ہوا، حضرت قبلہ خواجہ غلام یٰسین صاحب سجّادہ نشین نے حرمین شریفین کے کبوتروں کیلئے گندم دی تھی بحری جہاز مُلکِ عرب کیطرف رَواں دَواں تھا، کہ اچانک کپتان نے اعلان کیا کہ جہاز ڈُوبنے والا ہے اور بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ تمام مسافرین میں تہلکہ مچ گیا، ہر طرف سے آہ و فغاں کی آوازتھی، اسی دَوران فقیر کو کچھ غنودگی سی آگئی، دیکھا کہ مشرق سے مغرب تک کرسیاں بچھی ہوئی ہیں، دَرمیان میں راستہ ہے اور دونوں طرف کرسیوں پہ اَولیاءِ کرام جلوہ افروز ہیں، دیکھا کہ شمال کیطرف کرسیوں پہ تونسہ شریف کے اولیاء کرام تشریف فرما ہیں۔ دیکھا کہ حضرت قبلہ خواجہ غلام یٰسین صاحب سَر کے بَل دَوڑتے ہوئے سرکارِ مدینہ کی بارگاہ میں پہنچے، فوراً آنکھ کُھل گئی، تو کپتان نے اعلان کیا کہ "شکر کرو، جہاز ڈوبنے سے بچ

گیا ہے۔ بخیر و عافیت مُلکِ عرب پہنچ گئے، زیارتِ حرمین شریفین سے جب واپسی ہوئی تو حضور قبلہ خواجہ غلام یٰسین کی خدمت میں قدمبوسی حاصل کی، اور سفرِ حجاز کا حال سُنایا، لیکن اسوقت جہاز والے واقعہ کیطرف فقیر کی توجہ نہ ہوئی۔ قبلہ سجّادہ صاحب نے خود پوچھا کہ طوفان آیا تھا؟ فقیر نے عرض کی حضور! آپ نے کرم فرمایا تھا، پھر آپ خاموش ہو گئے۔

منقبت شاہجمالی

از حضرت مولانا عبدالرشید صاحب نسیم سکنہ ٹونک، شاگردِ شاہجمالی

زفیضِ نسبتِ شاہ جمالی — شدم بے خوف از شانِ جلالی
زبحرِ جودِ عرفانِ علومش — شدہ پُر دامنِ خَلق از لآلی
بدانش فخرِ فخرالدّین رازی — زدینش زندہ تلقینِ غزالی
جنیدِ وقت، شبلیٔ زمانہ — وجودش رشکِ نسفی و خیالی
فلک از صیتِ فضلش پر خروش است — ملک گردند از وکسب کمالی
زفیضِ اسم رسمش گشت جاری — نیابیع علوم ..... لایزالی

بوعطش صدق بوذرگو نہان است — زآوازش عیاں روح بلالی

نہارش پُر زِ انوار افادہ — عباداتش شدہ شمعِ لیالی

کمالاتِ جمالش کَے چہ گوید

زبانِ کجمجم باب کمالی

الٰہی بحقِ شاہ جمالی

از راقم الحروف فقیر محمد ظریف فیضی

یارب بکمالاتِ شاہ جمالی — کہ اندر کرم و فضل بےمثالی

کن باطنم پاک زِ اغراضِ نفسانی — طفیلِ حضرت شاہ جمالی

یا فیضِ محمد شاہ جمالی — ارحم علیّ علیٰ خستہ حالی

بہ عصیان اسیرم توئی دستگیرم — للّٰہ ترحم علیٰ سوءِ حالی

بحقِ محمد وآلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم — بخش گناہم شہنشاہِ عالی

واشفع لفیضی ناکارہ غالی

بخدمت محمد صاحب کمالی

★★★

دُور سے اِمداد فرمانا

کریم بخش زرگر ساکن مانہ احمدانی آپ کا معتقد، خدمت گذار اور مہمان نواز تھا، راقم کو یہ واقعہ خود کریم بخش نے بتایا تھا، کہ حضور شاہجمالی کریم کا دستور تھا کہ آپ جب بھی دعوتوں سے واپس تشریف لاتے تو چائے کا شرف مجھے بخشتے۔

ایک مرتبہ آپ کوٹ اَدُّو کے علاقہ میں تشریف لے گئے تھے۔ ایک رات میں اپنے گھر کے کمرے میں مع اہل و عیال سویا ہوا تھا، کہ آپ نے آواز دی "کریم بخش اٹھو" میں نے خیال کیا کہ شاید آپ دعوت سے تشریف لائے ہیں جب دَروازہ کھولا تو کوئی نہیں تھا، پھر میں سو گیا، پھر دوسری مرتبہ آپ نے آواز دی "کریم بخش اٹھو" میں اُٹھا، دیکھا تو کوئی موجود نہ تھا، پھر میں سو گیا، پھر آپ نے فرمایا "کریم جلدی اٹھو، اپنے بچّوں کو کمرے سے نکالو اور سارا سامان بھی نکالو، جلدی کرو"۔ کریم بخش کہتا ہے کہ

میں اٹھا اور بچوں کو کمرے سے نکالا اور جلدی سے سامان نکالا تو اسی لمحے کمرے کی چھت گر گئی۔

زنا جیسے مہلک مرض سے نجات دلائی

ایک مرتبہ جمعہ کے دن حضور قبلہ شاہجمالی کریم، خواجہ نور محمد مہاروی کے عرس پہ تشریف لے جاتے وقت اوچشریف میرے پاس دربارِ عالیہ جلالیہ پر حاضری دی، حضرت سیّد جلال الدّین سُرخ پوش بخاری کی جامع مسجد میں جمعہ پڑھایا۔ اسوقت راقم دربار عالیہ جلالیہ پہ خطیب و مدرّس تھا۔ قضائے حاجت کے لئے آپ دَربار عالیہ سے نیچے اتر رہے تھے، لوٹے بردار کی حیثیت سے میں بھی آپ کے ساتھ تھا، اس اُترائی میں رحیم درکھان ساکن بستی وادپوترہ علاقہ اوچشریف مل گیا، آپ سے سلام ونیاز کے بعد

عرض کرتا ہے "حضور! مجھے ایک بیماری ہے، تعویذ عنایت فرمائیں"۔ فرمایا "کیا بیماری ہے؟" عرض کی مجھے زِنا کا مہلک مرض ہے، آپ نے فرمایا "نہیں ہوگا" پھر دوبارہ عرض کی "حضور! اچھا دُعا ہی فرما دیں" فرمایا نہیں ہوگا، تیسری مرتبہ بھی آپ نے یہی فرمایا کہ نہیں ہو گا۔

رحیم بخش کہتا ہے کہ میں نے خیال کیا' عام پیروں کی طرح شاہجمالی کریم نے میری طرف کوئی خاص توجّہ نہیں فرمائی، چھ ماہ کے بعد حضور شاہجمالی کا وِصال ہوگیا، آپ کے وِصال کے چھ ماہ بعد راقم کو رحیم بخش اوچ شریف میں مِل گیا، اور رو کر مجھے کہنے لگا کہ مولوی صاحب تم بہت خوش قسمت ہو کہ ایسا کامل پیر تُم کو خدا نے عطا فرمایا ہے، تمھیں یاد ہو گا کہ ایک قبل میں نے دربار جلالیہ کے پاس اُترائی میں شہجمالی کریم کو زِنا کی مرض کے متعلق عرض کیا تھا، آپ نے تین مرتبہ فرمایا تھا "نہیں ہوگا"۔ مَیں مغموم تھا کہ آپ نے کوئی توجّہ نہیں فرمائی۔ مگر خدا شاھد ہے جب مجھے تنہائی کا موقع مِلتا تھا، شاہجمالی کریم درمیان میں آجاتے

کبھی بھی زنا نہیں ہونے دیا ، جیسے فرمایا کہ نہیں ہوگا ' کرکے دِکھایا۔

نمبر :۔ مولوی محمد قاسم سہروردی ساکن خیرپور ٹامیوالی ۔ ٹامیوالی سے بذریعہ ٹرین ملتان جارہا تھا ، جب گاڑی سمہ سٹہ پہنچی تو قبلہ شاہجمالی کریم میرے ساتھ آکر بیٹھ گئے ، میں نے آپ کے مزاج کیمطابق یہ شعر پڑھا :۔

حُسنِ یُوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ پر وجد کی کیفیّت طاری ہوگئی ، میں خاموش ہو گیا ، گاڑی چل پڑی ، جب گاڑی اسٹیشن شجاع آباد پہنچی تو آپ اُتر کر شہر کیطرف چلے گئے ، جب گاڑی مظفر آباد پہنچی تو مجھے یاد آیا کہ آپ کا تو وِصال ہوگیا ہے ، میں نے مقام حیرت میں آکر مولانا حسین بخش صاحب کو سارا حال سنایا ، تو آپ نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے ، اولیاء اللہ بعد وصال بھی ظہور فرما کر ، کرم فرماتے رہتے ہیں ۔

پھر راقم نے خود جاکر مولوی محمد قاسم سے پوچھا تو انہوں نے اس واقعہ کی حلفاً تصدیق کی ۔

بعدِ وصال ظہورِ شاہجمالی

ایک مرتبہ اللہ یار مستوئی (مُرید و شاگردِ شاہجمالی) ٹڈر شید سے مغموم ہو کر اوچشریف اپنے گھر جا رہا تھا کہ اوچشریف کے قریب (جہاں آجکل نئی عباسیہ کینال لنک ہے) حضور قبلہ شاہجمالی کریم سامنے آ رہے ہیں، اللہ یار خوشی کی حالت میں آ کر مُلاقات کے لئے دوڑا، تاکہ قدمبوسی کا شرف حاصل کروں تو آپ فوراً وہیں گم ہو گئے۔

نیز:۔ حضور قبلہ شاہجمالی کے وِصال کے بعد راقم الحروف پہ مقامِ تنہائی میں ایک عورت نے حملہ کیا، تو اسی دَوران قبلہ شاہجمالی کریم تشریف لائے تو روشنی ہو گئی اور میں گر پڑا، اور وہ عورت دُور چلی گئی۔

0301-7751815

محمد احتشام المحسن خفی

کرامت حضور خواجہ غلام لیٰسین صاحب

کرامت نمبر ۱ :- حضرت مولانا قبول احمد صاحب کے گھر ٹی بی کی بیماری تھی، انہوں نے حضرت قبلہ خواجہ غلام لیٰسین سجادہ صاحب کیخدمت میں اس بیماری کے بارے میں عرض کیا، آپ نے فرمایا "علاج کرو" مولانا قبول احمد صاحب نے عرض کیا حضور! رقم نہیں ہے۔ آپ نے دم کیا تو بیماری جاتی رہی بعدہٗ مولانا صاحب لیڈی ڈاکٹر کو دکھانے گئے، اُس نے معائنہ کیا اور کہا کہ اَب تو کچھ بیماری نہیں ہے۔

کرامات خواجہ عبد الحیٔ صاحبؒ

مولانا قبول احمد صاحب کے گھر لڑکا نہیں تھا، حضرت قبلہ خواجہ غلام لیٰسین صاحب کیخدمت میں عرض کیا، تو آپ خاموش رہے، تو مولانا صاحب نے خواجہ عبد الحی

صاحب (جو کہ کھیل رہے تھے) کیخدمت میں عرض کیا کہ آپ کے والد صاحب نے توجہ نہیں فرمائی، تو خواجہ عبدالحیٔ صاحب کے کھیلتے ہوئے زمین سے ایک کاغذ اٹھا کر دیا اور اور فرمایا" اسکو اپنے اہل خانہ کی کمر میں باندھ دینا، اور پیدا ہونے والے لڑکے کا نام مشتاق احمد رکھنا، یہی حال مولانا قبول احمد صاحب نے فقیر کو بتایا، تو فقیر نے کہا کہ جسطرح خواجہ عبدالحیٔ صاحب نے فرمایا ہے اُسی طرح کرو وہ تویذ کمر میں باندھا گیا تو کچھ عرصہ بعد لڑکا پیدا ہوا جس کا نام مشتاق احمد رکھا گیا۔

حاجی محمد حنیف مستوئی کے داماد عبدالرحیم مستوئی کے گھر اولاد نہیں تھی، لیڈی ڈاکٹر سے معائنہ کرایا گیا تو لیڈی ڈاکٹر نے کہا کہ اولاد ہونے کا اِمکان ختم ہو گیا ہے اَب کبھی بچّہ پیدا نہیں ہوگا، تو وہ سندیلہ شریف گئے اور خواجہ عبدالحی صاحب کیخدمت میں عرض کی تو آپ نے ایک کاغذ پہ کچھ لکیریں کھینچیں اور فرمایا اسکو کمر میں باندھنا لڑکا پیدا ہوگا، اس کا نام خورشید احمد رکھنا، آپ کے فرمان کے مطابق لڑکا پیدا ہوا، جسکا نام خورشید احمد رکھا گیا۔

راقم بوقتِ وصال مرشدی شاہجمالی موجود تھا، اور جنازہ میں
شرکت سے مشرف ہوا۔ بعد از صبح صادق زبان مبارک پہ
ذکر جاری تھا، لفظ اللہ فرمایا تو کمرے میں روشنی ہوگئی، بعدہٗ
سیدھے لیٹے ہوئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھے، اور قلم دوات مانگے
اور لفظ "اکرم" بھی بولا۔ پاس انفاس جاری تھا، اور بوقتِ
اشراق بروز منگل بعمر ۳۰ سال ۷ ماہ اور تقریباً ۲۳ دن جان
بجان آفریں سپرد کر دی۔ غسل کیلئے تختے پر شرقاً غرباً لٹایا گیا
کفنانے کے بعد چارپائی باہر لائی گئی، چہرہ مبارک سے جب کفن
ہٹایا گیا تو فوراً بارش شروع ہو گئی، حالانکہ اس سے پہلے ابر قطعاً نہیں
تھا۔ پھر چارپائی کو مسجد کے اندر لایا گیا تو مسجد کے چاروں
طرف کے بالاخانوں سے بارش کے قطرات چارپائی پہ برستے رہے
آسمان رو رہا تھا، عشاق رو رہے تھے، قبر شریف کچی اینٹوں سے بنائی
گئی تھی، بارش کیوجہ سے گر گئی تو پھر پکی بنائی گئی اور اندر سے کچے
گارا سے لیپا دیا گیا، نمازِ جنازہ آپ کے شاگرد مولانا قادر بخش صاحب
رندے والے نے پڑھائی۔ کفن دیتے وقت دستار باندھی گئی۔
بوقتِ آخر آپکے جسم مبارک سے جو پیراہن و ٹوپی اتاری گئی، سجادہ
نشین خواجہ غلام یٰسین صاحب نے راقم الحروف کو عطا فرمائی۔

شیخ القرآن علامہ محمد منظور احمد فیضی کی
شہرۂ آفاق

تصانیف

مقام اہلبیت

مقام صحابہ

مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم

جسمیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر، علم غیب، حاضر و ناظر، مختارِ کل و نورانیت پہ سینکڑوں حوالہ جات دیے گئے ہیں قیمت ۲۴/-

روحانی زیور
قیمت ۱۲/=

انوار القرآن
قیمت ۱۰ روپے

مختارِ کل
قیمت ۴ روپے

وہابی کی پہچان

چہل حدیث
قیمت ۴ روپے

پانچ احادیث
قیمت ۲ روپے